جامعہ حقانیہ کا ترجمان

مجلہ الحقانیہ

ساہیوال
سرگودھا

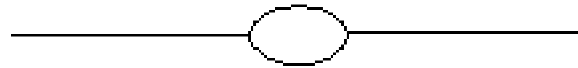
رمضان المبارک/شوال المکرم ۱۴۳۱ھ ستمبر ۲۰۱۰ء



بانی: فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی قدس سرہٗ

فہرست





کلمۃ الحق مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

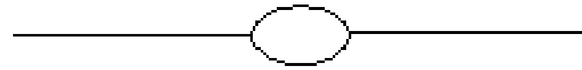
یوم آزادی اور ماہ رمضان المبارک

اس سال یوم آزادی (۱۴/اگست ۲۰۱۰ء) رمضان المبارک کے مہینہ میں آرہا ہے، عیسوی حساب سے پاکستان کی آزادی کو ۶۳ سال جبکہ ۲۶ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ کو پاکستان کی عمر قمری اعتبار سے ۶۵ سال ہو جائے گی۔

پاکستان یقیناً بہت بڑی نعمت ہے، اسے حاصل کرنے کے لیے بڑی قربانیاں دی گئی ہیں چونکہ مسلمانوں نے یہ خطہ اسلام کے لیے حاصل کیا تھا اس لیے اس میں دین اسلام کے احکام کا نفاذ حکمرانوں کی اہم ذمہ داری ہے لیکن افسوس کہ آج تک یہ خواب پورے طور پر شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا جو حکمران آیا اس نے اپنے خیالات اور نظریات قوم پر مسلط کرنے کو ترجیح دی اور ع ہر کہ آمد عمارت نو ساخت والا معاملہ ہوا، اس طرح ملک کی معیشت کو سخت نقصان پہنچا اور ملک مختلف بحرانوں کا شکار رہا، عام باشندگان مملکت کو بنیادی حقوق جان، مال، عزت کا تحفظ تو کجا اسے دو وقت کا کھانا اور سانس لینا بھی مشکل ہو رہا ہے جبکہ ارباب اقتدار عیش وعشرت میں وقت گزار رہے ہیں اور ملک قرضوں کے بوجھ تلے دبتا جا رہا ہے۔ باہمی اختلافات کے نتیجے میں ملک کا ایک بہت بڑا حصہ ہم سے جدا ہو چکا ہے اور جو حصہ اس وقت موجود ہے اس میں بے شمار مسائل اور چیلنجوں کا سامنا ہے اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ جس مقصد کے لیے یہ مملکت اسلامیہ حاصل کی گئی تھی آج تک ہم نے اس مقصد کو حاصل نہیں کیا اس لیے ہم دن بدن زوال کی طرف جا رہے ہیں، علامہ اقبال نے برسوں پہلے فرمایا تھا ۔

میں تم کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

۶۵/سال گزرنے کے باوجود ہنوز روز اول والا حساب ہے، بلا شک وشبہ جس نعمت کی قدر کی جائے تو حق تعالیٰ نہ صرف اسے باقی رکھتے ہیں بلکہ اس میں اضافہ فرماتے ہیں اور جب ناقدری کی جائے تو وہ نعمت چھن جاتی ہے۔



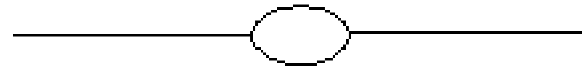
قرآن کریم کی سورت سبا پارہ نمبر ۲۲ میں حق تعالیٰ نے قوم سبا کا جو واقعہ بیان کیا ہے وہ یقیناً سب کے لیے درس عبرت ہے۔ ''آسان ترجمہ قرآن'' میں حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم تحریر فرماتے ہیں:

''قوم سبا یمن میں آباد تھی اور کسی زمانہ میں وہ اپنے تہذیب وتمدن میں ممتاز حیثیت رکھتی تھی۔ جیسا کہ قرآن کریم نے بتایا ہے، ان کی زمینیں بڑی زرخیز تھیں، ان کی سڑکوں کے دونوں طرف پھل دار باغات کے سلسلے دور تک چلے گئے تھے۔ خوشحالی بھی میسر تھی، اور سیاسی استحکام بھی لیکن رفتہ رفتہ یہ لوگ اپنی عیاشیوں میں ایسے مگن ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام کو بھول بیٹھے اور شرک کو اپنا مذہب بنالیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس کئی پیغمبر بھیجے، حافظ ابن کثیر کے بیان کے مطابق ان کے پاس یکے بعد دیگرے تیرہ پیغمبر بھیجے گئے جنہوں نے اس قوم کو ہر طرح سمجھانے اور راہ راست پر لانے کی کوشش کی، مگر یہ نہ مانے۔ آخر کار ان پر جو عذاب آیا وہ یہ تھا کہ مآرب کے مقام پر ایک بند تھا جس کے پانی سے ان کی زمینیں سیراب ہوتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے وہ بند توڑ دیا، اور اس طرح پوری بستی کو سیلاب نے گھیرلیا، اور سارے باغات تباہ ہوگئے'' (ص ۱۳۲۰، ۱۳۲۱ ج ۳)

سورۃ الطلاق کے آخر میں حق تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

وکاین من قریۃ عتت عن امر ربها ورسله فحاسبنٰها حسابا شديدا وعذبنٰها عذابا نكرا، فذاقت وبال امرها وكان عاقبة امرها خسرا، اعدالله لهم عذابا شديدا فاتقوا الله يا اولي الالباب الذين امنوا قد انزل الله اليكم ذكرا۔

اور کتنی ہی بستیاں ایسی ہیں جنہوں نے اپنے پروردگا اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرکشی کی تو ہم نے ان کا سخت حساب لیا، اور انہیں سزادی، ایسی بری سزا جو انہوں نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی، چنانچہ انہوں نے اپنے اعمال کا وبال چکھا، اور ان کے عمل کا آخری انجام نقصان ہی نقصان ہوا، (اور آخرت میں) ہم نے ان کے لیے ایک سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ لہٰذا اے

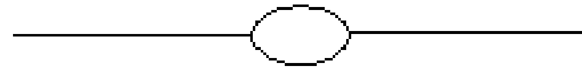


عقل والو جو ایمان لے آئے ہو، اللہ سے ڈرتے رہو، اس نے تمہارے پاس ایک سراپا نصیحت بھیجی ہے۔(ص ۱۷۰،۱۷۱ ج ۴)

ان ارشادات سے واضح ہے کہ اگر نعمت کی ناشکری اور ناقدری کی جائے تو مختلف عذاب اور وبال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں اور ہمیں اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق دیں۔

یوم آزادی کے اس مبارک اور خوشی کے موقع پر ہمیں ان حقائق کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے بلکہ جیسے یہ دن ہمارے لیے مسرت اور خوشی کا دن ہے ایسے ہی اپنے محاسبہ اور جائزہ کا دن بھی ہے،اس لیے اس روز صرف جشن منانا اور مختلف محافل اور تقریبات کا انعقاد کرانا ہی کافی نہیں بلکہ اپنی کوتاہیوں کی تلافی کے ساتھ اپنے حال کو درست کر کے روشن مستقبل کی طرف گامزن ہونا بھی ضروری ہے،جشن آزادی وغیرہ کے نام پر ملکی تقریبات میں جو کچھ ہوتا ہے افسوس ناک صورت حال یہ ہے کہ ان میں اسلامی تعلیمات کو یکسر پس پشت ڈال دیا جاتا ہے اور بجائے حق تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے اس کے عذاب کو دعوت دی جاتی ہے،پھر ان تقریبات میں جو لاکھوں کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں انہیں کسی اور مناسب اور ضروری مصرف میں بھی خرچ کیا جاسکتا ہے۔اے کاش ہم وقت کی رفتار اور حالات کے تقاضہ کو سمجھتے اور اپنے ماضی کے حالات سے سبق حاصل کرتے۔

اس موقع پر ہمیں اپنے اکابر اور وہ کروڑوں مسلمان جنھوں نے پاکستان کے حصول کے لیے قربانیاں دیں انہیں ہرگز نہیں بھولنا چاہیے،حضرات علماء دیوبند کے طبقہ میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی ،حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی کی خدمات تاریخ کا سنہری باب ہیں،وقت کا مؤرخ انہیں کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔آج اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ پوری قوم متحد ہوکر اس مملکت کے استحکام کے لیے قربانی دے اور حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس میں اسلام کے نفاذ کے لیے سنجیدگی سے کوشش کریں ہمارے تمام مسائل،مصائب،مشکلات اور پریشانیوں کا حل اسی میں مضمر ہے جب تک ہم حق تعالیٰ کے احکام پر نہیں چلیں گے ہمیں کامیابی نہیں ہوسکتی



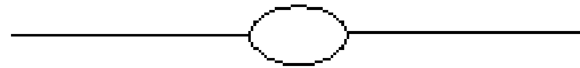
یہ ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جسے کبھی بھی جھٹلایا نہیں جاسکتا۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اس مرتبہ ۱۴/اگست ماہ مقدس میں آرہا ہے اور جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو اس وقت بھی یہی مقدس مہینہ مسلمانوں پر سایہ فگن تھا۔حق تعالیٰ نے اس مبارک مہینہ کو جو عظمتیں عطا فرمائی ہیں ان کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اپنا مبارک ومقدس کلام اور کتاب مبارک قرآن کریم کو اسی ماہ میں نازل فرمایا،اس مبارک مہینہ کے روزے مسلمانوں پر فرض ہیں اور تراویح کو سنت قرار دیا گیا ہے،یہ مبارک مہینہ بلاشبہ رحمتوں،برکتوں اور مغفرتوں کا خزینہ ہے اس کا ایک ایک لمحہ بڑا ہی قیمتی ہے،اس لیے ہمیں اس کی قدر کرنی چاہیے، لہٰذا جہاں تک ہو سکے اپنی زندگی کے لمحات کو قیمتی بنائیں پانچ وقت نماز باجماعت کی پابندی کے ساتھ روزہ اور تراویح کا اہتمام اور جس قدر ہو سکے تلاوت قرآن کریم کی کثرت،آخری عشرہ میں اعتکاف اور لیلۃ القدر کی عبادت ایسی نعمتیں ہیں جن سے محرومی بہت ہی بڑی محرومی ہے اس لیے ان عبادات کے بجالانے میں ہرگز سستی اور کوتاہی نہیں کرنی چاہیے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے کا اہتمام کیا جائے،بڑا گناہ تو بہت دور کی بات ہے چھوٹے گناہ سے بھی اپنے آپ کو بچائیں،اپنے لیے،اپنے اہل وعیال،دینی مدارس،عالم اسلام اور تمام مسلمانوں کے لیے دعائیں کیجئے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا اور قرب نصیب فرمائیں اور گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں،آمین۔

نا کارہ محتاج دعا

احقر عبدالقدوس ترمذی غفرلہ

۱۸/شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ



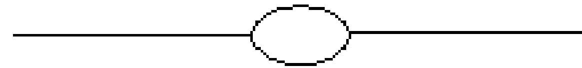
مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

درس قرآن کریم

اسلام کے قرن اول میں صرف ایک واقعہ مسیلمہ کذاب یمامی کا پیش آیا کہ اس نے کچھ چند بے حیائی کے الٹے سیدھے کلمات لکھ کر یہ کہا تھا کہ یہ وحی آسمانی قرآن کے مثل ہے، مگر دنیا جانتی ہے کہ ان کلمات کا کیا حشر ہوا، خود اس کی قوم نے اس کے منہ پر مار دیے، وہ کلمات ایسے شرمناک غیر مہذب تھے کہ کسی مہذب سوسائٹی میں ان کو بیان بھی نہیں کیا جا سکتا، اور بہرحال جیسے بھی تھے وہ آج تک کتابوں میں نقل ہوتے چلے آئے ہیں، اگر کسی اور شخص نے کوئی اچھا کلام قرآن کے مقابلہ میں پیش کیا ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ دنیا کی تاریخ اس کو یکسر بھلا دیتی، اور منکرین قرآن اس کو ہر قیمت پر باقی رکھنے کی کوشش نہ کرتے۔

وہ لوگ جو قرآن کے مقابلہ پر ہر وقت سینہ سپر تھے قرآن کے اس چیلنج کے جواب میں انہوں نے طرح طرح کی باتیں کیں جن کو قرآن میں نقل کر کے جواب دیا گیا، مگر اس کا ایک واقعہ نہیں کہ کوئی کلام مقابلہ پر پیش کر کے اس کے قرآن کا مثل ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہو، ایک رومی غلام جو مدینہ میں لوہار کا کام کیا کرتا تھا اور کچھ تورات وانجیل پڑھا ہوا تھا کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا تھا، عرب کے کچھ جاہلوں نے تعصب وعناد سے یہ مشہور کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قرآنی مضامین اس نے سکھائے ہیں قرآن نے ان کا یہ اعتراض نقل کر کے خود جواب دیا کہ جس شخص کی طرف سکھانے کی نسبت کرتے ہیں وہ تو خود عجمی ہے، عربی زبان کی بلاغت کو کیا جانے اور یہ قرآن عربی کی انتہائی بلیغ کتاب ہے سورۂ نحل کی آیت نمبر ۱۰۳ دیکھیے: لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی وھذا لسان عربی مبین (۱۶:۱۰۳) ہم جانتے ہیں کہ یہ مخالفین اسلام یہ کہتے ہیں آپ کو یہ قرآن ایک آدمی سکھاتا ہے حالانکہ وہ جس آدمی کی طرف نسبت کرتے ہیں وہ عجمی ہے، اور قرآن ایک بلیغ کتاب عربی زبان میں ہے۔

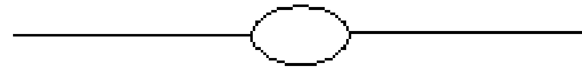
کچھ لوگوں نے قرآن کی تحدی کے جواب میں یہ کہا کہ: لونشاء لقلنامثل ھذا



(۳۱:۸)اگر ہم چاہتے تو ہم بھی قرآن کے مثل کلام کہہ دیتے ۔لیکن کوئی ان سے پوچھے کہ پھر چاہا کیوں نہیں؟ قرآن کے مقابلہ کے لیے سارا ایڑی چوٹی کا زور تو خرچ کیا، جان و مال کی قربانی دی، اگر تمہیں اس کا مثل کلام لکھنے یا کہنے کی قدرت تھی تو قرآن کی اس تحدی کے بعد تم نے اس کی مثل کلام بنا کر فتح کا سہرا اپنے سر کیوں نہ لیا؟ خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کے اس دعویٰ کے بعد مخالفین نے کچھ شریفانہ سکوت نہیں کر لیا بلکہ جو کچھ ان کے منہ پر آیا اس کے مقابلہ پر کہتے رہے لیکن یہ پھر بھی کسی نے نہ کہا کہ ہم میں سے فلاں آدمی نے قرآن جیسا فلاں کلام لکھا ہے، اس لیے قرآن کا یہ دعوائے یکتائی (معاذ اللہ) غلط ہے۔

بعض معاندین کو یہ سوجھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو قبل از نبوت چند روز کے لیے ملک شام تشریف لے گئے، اور راستہ میں بحیرا راہب سے ملاقات ہوئی وہ تورات کا ماہر تھا، اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علوم سیکھے، مگر کوئی ان سے پوچھے کہ ایک دن کی ایک ملاقات میں اس سے یہ سارے علوم و معارف، فصاحت و بلاغت کا اعجاز، اخلاقی تربیت، نظام خانگی نظام مملکت کیسے سیکھ لیے۔

آج کل کے بعض معترضین نے کہا کہ کسی کلام کی مثل نہ بنایا جانا اس کی دلیل نہیں ہوسکتی کہ وہ خدا کا کلام یا معجزہ ہے ہوسکتا ہے کہ ایک اعلیٰ درجہ کا ماہر بلاغت کوئی نثر یا نظم ایسی لکھے کہ دوسرے آدمی اس کی نظیر نہ لاسکیں۔سعدی شیرازی کی گلستاں، فیضی کی تفسیر بے نقط کو عام طور پر بے مثل و بے نظیر کتابیں کہا جاتا ہے تو کیا وہ بھی معجزہ ہیں؟ لیکن اگر ذرا غور کریں تو انہیں معلوم ہوگا کہ سعدی اور فیضی کے پاس سامان تعلیم و تالیف کس قدر موجود تھا، کتنے عرصہ تک انہوں نے تعلیم حاصل کی، برسوں مدرسوں میں پڑے رہے، راتوں جاگے، مدتوں محنتیں کیں، بڑے بڑے علماء کے سامنے زانوئے ادب طے کئے، سالہا سال کی محنتوں اور دماغ سوزیوں کے نتیجہ میں اگر بالفرض فیضی یا حریری یا متنبّی یا کوئی اور عربی زبان میں اور سعدی فارسی میں اور ملٹن انگریزی میں یا ہومر یونانی میں یا کالی داس سنسکرت میں ایسے ہوئے ہیں کہ ان کا کلام دوسروں کے کلام سے فائق ہوگیا تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔(معارف القرآن ۱۶۱)



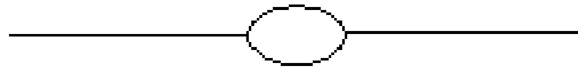
مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

درس حدیث

تشریح: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی اوپر کی حدیث سے بھی زیادہ واضح ہے اس میں تصریح ہے کہ اگر کوئی یہودی یا نصرانی اللہ کو اور اس کے رسول کو مانتا بھی ہو (یعنی توحید کا قائل ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تصدیق کرتا ہو) مگر پیروی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے بجائے تورات اور انجیل ہی کی کرتا ہو اور اسی کو اپنی نجات کے لیے کافی سمجھتا ہو تو وہ نجات نہیں پا سکے گا اسی حقیقت کا اعلان قرآن مجید کی اس آیت میں بھی کیا گیا ہے: قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفرلکم ذنوبکم (ال عمران ع ۴) ترجمہ: اے نبی (جو لوگ آپ کی شریعت کا اتباع اختیار کیے بغیر اللہ کو چاہتے ہیں اور اس کی بخشش حاصل کر سکنے کی خام خیالی میں مبتلا ہیں ان سے) آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم واقعۃً اللہ کو چاہتے ہو تو (اس کے سوا اب اس کا کوئی راستہ نہیں ہے کہ) میری شریعت کی پیروی اختیار کرو (اگر ایسا کرو گے تو) اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا (اور اگر تم میری پیروی اختیار نہیں کرو گے تو اللہ کی محبت اور مغفرت کے تم مستحق نہیں ہو سکو گے۔

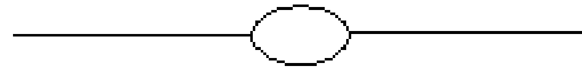
سچا ایمان واسلام نجات کی ضمانت ہے

عن ابی هریرة اوعن سعید(شك الاعمش)قال لما کان یوم غزوة تبوك اصاب الناس مجاعة قالوا یارسول اللّٰه لو اذنت لنا فنحرنا نواضحنا فاکلنا وادهنا فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم افعلوا قال فجاء عمر فقال یارسول اللّٰه ان فعلت قل الظهر ولکن ادعهم بفضل ازوادهم ثم ادع اللّٰه لهم علیها بالبرکة لعل اللّٰه ان یجعل فی ذلك فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم نعم فدعا بنطع فبسط ثم دعی بفضل ازوادهم قال فجعل الرجل یجیء بکف ذرة قال وجعل یجیء الاٰخر بکف تمر قال ویجیء الاٰخر بکسرة حتیٰ اجتمع علی النطع من ذٰلك شیء یسیر قال ثم دعا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بالبرکة ثم قال خذوا فی اوعیتکم قال فاخذوا فی اوعیتهم حتیٰ ما ترکوا فی العسکر وعاءً الاملؤه قال فأکلوا حتیٰ شبعوا وفضلت فضلة فقال



رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اشھدان لاالٰہ الا اللّٰہ وانی رسول اللّٰہ لایلقی اللّٰہ بھما عبدغیر شاك فیحجب عن الجنة(رواہ مسلم)

ترجمہ: اعمش تابعی نے اپنے استاذ ابو صالح سے اس شک کے ساتھ نقل کیا کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا تھا یا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ غزوہ تبوک کے دنوں میں (جب سامان خوراک ختم ہو گیا اور) لوگوں کو بھوک نے ستایا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضرت اگر اجازت دیں تو ہم پانی لانے والے اپنے اونٹوں کو ذبح کرلیں پھر ان کو کھا بھی لیں اور ان سے روغن بھی حاصل کرلیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا کرلو! راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر آپ نے ایسا کیا (یعنی لوگوں کو اگر اونٹ ذبح کرنے کی اجازت دے دی اور لوگوں نے ذبح کر ڈالے) تو سواریاں کم ہو جائیں گی لہٰذا ایسا تو نہ کیا جائے) البتہ لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بچے کھچے سامان خوراک کے ساتھ بلا لیجیے پھر ان کے واسطے اللہ سے اسی میں برکت کردینے کی دعا کیجیے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی میں برکت فرماوے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے چنانچہ آپ نے چمڑے کا بڑا دسترخوان طلب فرمایا پس وہ بچھا دیا گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے ان کا بچا کھچا سامان خوراک منگوایا پس کوئی آدمی ایک مٹھی چینا کے دانے ہی لیے آرہا ہے، کوئی ایک مٹھی کھجوریں لا رہا ہے اور کوئی روٹی کا ایک ٹکڑا ہی لیے چلا آرہا ہے حتیٰ کہ دسترخوان پر تھوڑی سی مقدار میں یہ چیزیں جمع ہو گئیں، راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر برکت کی دعا فرمائی اس کے بعد فرمایا اب تم سب اس میں سے اپنے اپنے برتنوں میں بھر لو چنانچہ سب نے اپنے اپنے برتن بھر لیے حتیٰ کہ (قریباً ۳۰ ہزار کے اس لشکر میں) لوگوں نے ایک برتن بھی بغیر بھرے نہیں چھوڑا راوی کہتے ہیں کہ پھر سب نے کھایا حتیٰ کہ خوب سیر ہو گئے اور کچھ فاضل بھی بچ رہا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، نہیں ہے کوئی بندہ جو بغیر کسی شک وشبہ کے کامل یقین واذعان کے ساتھ ان دو شہادتوں کے ساتھ اللہ کے سامنے جائے پھر وہ جنت سے روکا جائے۔



مرسلہ: محمد صدیق عفا اللہ عنہ

ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ

بقلم: حضرت مولانا حافظ ابرار الحق صاحب حقی   تصحیح: مولانا محمد اسعد اللہ رامپوری قدس سرہما

O فرمایا ہدیہ کا حق یہ ہے کہ جس کو ہدیہ دیا جا رہا ہے اس پر کوئی بار نہ پڑے ایک صاحب نے مجھ کو ریل سے امرود بھیجے اس میں میرے آٹھ آنہ خرچ ہوئے میں نے لکھ بھیجا کہ میرے آٹھ آنہ خرچ ہوئے ہیں بھیج دیجیے کیونکہ ہدیہ میں مؤنت نہیں ہوتی ہے، انہوں نے بھیج دیے۔

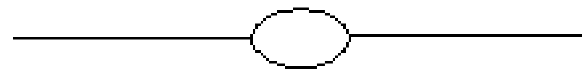
O فرمایا عموماً ہچکیوں کے دفع کرنے کی یہ آسان ترکیب بہت کارآمد سمجھی جاتی ہے کہ مریض کے خیال کو کسی دوسری طرف متوجہ کر دیا جائے اور کسی فکر میں مشغول کر دیا جائے۔ اس ترکیب سے ہچکی فوراً بند ہو جاتی ہے۔ ایک طبیب کے پاس ایک شخص آیا کہ فلاں شخص ہچکیوں کا علاج کرتے کرتے تھک گیا ہے مگر ہچکیاں بند نہیں ہوتیں انہوں نے اس کو دیکھ کر اسی اصل مذکور کے تحت میں کہا کہ بھائی اب یہ مریض بچے گا نہیں نسخہ وغیرہ لکھ کر کیا کروں کسی نے ان کی یہ رائے مریض تک پہنچا دی وہ اس فکر میں پڑ گیا اور فوراً ہچکی بند ہوگئی طبیب کو اس کی اطلاع ہوئی انہوں نے کہا اب اطمینان رکھو اچھا ہو گیا۔ مریض کو اس کی بھی اطلاع ہوئی اور فوراً ہچکیوں کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا طبیب کو دوبارہ اطلاع دی گئی، انہوں نے کہا کہ میں نے تو مریض کی خاطر سے ایسا کہہ دیا تھا ورنہ حقیقتہً اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں مریض کو پھر خبر ہوئی اور موت کا یقین آ گیا اور اس کے ساتھ ہی ہچکیاں بند ہوگئیں پھر طبیب نے امید کی بات نہیں کہی عوام میں جو یہ مشہور رہے کہ مریض سے کہتے ہیں کہ سوچو تم کو کون یاد کرتا ہے تو حقیقتہً یہ بھی اسی علاج (تبدیل خیال) کا ایک جز ہے ان باتوں سے آدمی دوسری طرف متوجہ ہو جاتا ہے ورنہ یاد وادکوئی بھی نہیں کرتا۔ اسی سلسلہ میں فرمایا اسی طرح مسمریزم میں بھی صرف عامل کی توجہ اور خیال کی قوت سے چیزیں چلنے پھرنے اور اچھلنے کودنے لگتی ہیں ناواقف آدمی یہ خیال کرتے ہیں کہ روحیں آتی ہیں اور یہ روحانی تصرفات ہیں روح وغیرہ کوئی نہیں آتی جاتی صرف عامل کی قوت خیال مؤثر ہوتی ہے یہی راز

ہے کہ مسمریزم کے عامل کے خیال کو اگر منتشر کر دیا جائے پھر سب تصرفات باطل ہو جاتے ہیں اصطلاحات مقررہ سے جواب حاصل کرتے ہیں ورنہ ارواح کو اس انتشار سے کیا اثر ہوتا۔

O فرمایا بعض لوگ فخریہ کہا کرتے ہیں کہ ہمارے ہر موئے تن سے اللہ اللہ نکلتا ہے حالانکہ یہ کوئی کمال باطنی یا مقبولیت کی علامت نہیں اس قسم کی باتیں صرف مشق پر موقوف ہیں ایسے ہی حبس دم کی مشق سے تصرفات ظاہر ہونے لگتے ہیں حتیٰ کہ ایسے تصرفات کے لیے اسلام بھی شرط نہیں چنانچہ جیپال جوگی وغیرہ کے واقعات مشہور ہیں۔

O کانپور سے لکھنو واپس تشریف لانے کے بعد فرمایا: کانپور میں عورتوں کی کثرت کی وجہ سے بہت پریشانی رہی عورتوں نے ایک ستم یہ کیا کہ جہاں میں بیٹھتا وہاں آ کر حلقہ بنا کر کھڑی ہو جاتیں۔ میں بیٹھے بیٹھے گردن جھکائے ہوئے ہر چند منع کرتا لیکن کوئی نہیں مانتا مجبور ہو کر میں نے بڑے گھر میں سے بلایا کہ ان کو ہٹاؤ مجھ کو تکلیف ہوتی ہے میں اس کا عادی نہیں خیر ان کی کوشش سے اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت کو دور کیا پھر کچھ عورتوں کے خواص بیان ہونے لگے فرمایا کہ غیر تعلیم یافتہ عورتیں گو عرفی تہذیب سے عاری ہوتی ہیں لیکن آج کل کی تعلیم یافتہ عورتوں سے ہزار درجہ بہتر ہیں بعض تعلیم یافتہ عورتیں اپنے شوہر سے بھی نفاق برتتی ہیں ان کی تہذیب صرف دکھاوے کی ہوتی ہے اور غیر تعلیم یافتہ اپنے شوہروں پر دل وجان سے فدا ہوتی ہیں میرا تجربہ ہے کہ اکثر جو عورت جس قدر پھوہڑ اور بدسلیقہ ہوگی اسی قدر عفیف و باعصمت ہوگی اور شریر عورتیں اکثر عرفی طور پر مہذب و تعلیم یافتہ ہوتی ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ تہذیب اور عفت جمع نہیں ہوتیں۔

O فرمایا ایک صاحب نے لکھا ہے کہ پارہ الم کی تفسیر بطرز جدید دار سال خدمت کر رہا ہوں اس پر تقریظ لکھ دیجیے میں نے لکھ دیا ہے کہ نہ اتنی فرصت اور نہ طاقت لہٰذا مجبوری ہے پھر فرمایا کہ میرا معمول ہے کہ تقریظ کے لیے جو کتاب آتی ہے اگر میں اس پر تقریظ نہیں لکھتا ہوں تو واپس کر دیتا ہوں گو اس نے ہبہ ہونا ظاہر کیا ہو کیونکہ بھیجنے والے کا مقصود تقریظ ہے جب وہ حاصل نہیں ہوا تو کتاب کا رکھنا تدیناً درست نہیں۔

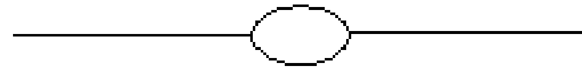


حضرت مفتی سید عبدالکریم گمتھلوی رحمہ اللہ

ماہ رمضان المبارک کے فضائل واحکام

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شعبان کے آخری روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا (غالبًا اخیر تاریخ کو جمعہ واقع ہوا ہوگا یا جمعہ نہ ہوگا تو ویسے ہی وعظ فرمایا ہوگا) اے لوگو! تحقیق سایہ ڈالا تم پر ایک بڑے مہینے نے برکت والے مہینے نے، وہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں ایک رات ایسی (آتی) ہے جو کہ ہزار مہینے سے بڑھ کر ہے (یعنی لیلۃ القدر) اللہ تعالیٰ نے اس (ماہ) کے روزے فرض کئے اور رات کا قیام تطوع قرار دیا (تطوع کا لفظ کبھی سنت مؤکدہ پر بھی بولا جاتا ہے چنانچہ یہاں سنت مؤکدہ ہی مراد ہے کیونکہ تراویح کا سنت مؤکدہ ہونا ثابت ہے جیسا کہ تراویح کے بیان میں آئے گا) جس نے اس (ماہ) میں کوئی نیک خصلت (از قبیل نوافل) ادا کی وہ اس کے مانند ہوتا ہے جس نے رمضان کے سوا (کسی دوسرے ماہ) میں فرض ادا کیا ہو اور جس نے اس ماہ میں فرض ادا کیا وہ ایسا ہوتا ہے جیسا کہ اور دنوں میں ستر فرض ادا کئے ہوں اور وہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر ایسی چیز ہے کہ اس کا بدلہ جنت ہے اور غمخواری کا مہینہ ہے (کہ اس میں فقراء کی زیادہ غمخواری کی جاتی ہے) اور ایسا مہینہ ہے کہ اس میں مؤمن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے جس میں اس نے روزہ دار کو افطار کرایا اس کو گناہوں سے بخشش اور دوزخ کی آگ سے نجات حاصل ہوتی ہے اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب ملتا ہے، بدوں اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جاوے۔

ہم نے عرض کیا اے رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ہر شخص ایسا نہیں جو روزہ دار کو افطار کرانے کی مقدور رکھتا ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرماتا ہے جو کہ روزہ دار کو دودھ کی ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا ایک پانی کا گھونٹ (وغیرہ) سے افطار کرادے اور جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کھانا کھلاوے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (یعنی حوض کوثر) سے سیراب کرے گا کہ پھر اس کو جنت میں داخل ہونے تک پیاس ہی نہ لگے گی (اور



یہ معلوم ہی ہے کہ جنت میں پیاس نہیں وانك لاتظمأفیها)پس پیاس سے ہمیشہ کیلئے بے فکری ہو جاتی ہے ،حق تعالیٰ ہم سب کو یہ دولت لازوال نصیب فرماوے ،آمین ثم آمین ۔اور وہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول (حصہ)یعنی عشرۂ اولیٰ رحمت ہے اور درمیان اس کا مغفرت ہے اور اخیر حصہ اس کا آگ سے آزادی ہے اور جس نے اپنے باندی غلام سے بوجھ ہلکا کیا اس ماہ میں اس کو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے اور (دوزخ کی) آگ سے آزاد کردیتا ہے ۔(بیہقی)

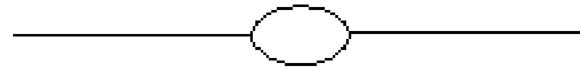
اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارے پاس رمضان آگیا ہے ، مبارک مہینہ ،اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کئے ہیں ،اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کو طوق پہنائے جاتے ہیں ،اللہ کی (بنائی ہوئی)اس میں ایک رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے جو شخص اس رات کی خیر (وبرکت)سے محروم رہا وہ بالکل ہی محروم رہا ۔

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جب کہ رمضان شروع ہو چکا تھا)بے شک یہ مہینہ آیا تمہارے پاس اور اس میں ایک رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے جو اس سے محروم رہا پس وہ سب بھلائیوں سے محروم رہا اور نہیں محروم ہوتا اس سے کوئی مگر ہر بے نصیب (ابن ماجہ)۱۲۔

ارشاد فرمایا حق تعالیٰ شانہ نے اے مومنو! فرض کئے گئے تم پر روزے جیسا کہ فرض کئے گئے تھے تم سے پہلے لوگوں پر تا کہ تم بچو (گناہوں سے اور دوزخ کی آگ سے)۔

روزے کے فضائل وآداب

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو قید کردیے جاتے ہیں ،شیطان اور سرکش جنات اور دوزخ کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں ،پس نہیں کھولا جاتا ان میں سے کوئی دروازہ (پورے مہینہ تک)اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں ،پس ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور پکارتا ہے پکارنے والا ،اے خیر کے طلبگار آگے بڑھ اور اے برائی کا ارادہ کرنے والے رک جا اور خدا کے ہاں بہت سے لوگ (ببرکت ماہ رمضان) دوزخ سے آزاد کئے ہوئے ہیں اور یہ (ندا اور پکار)ہر رات ہوتی ہے (ترمذی وابن ماجہ واحمد)



اور ارشاد فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی آدم کا ہر عمل بڑھایا جاتا ہے (اس طرح کہ) ایک نیکی دس گنا ہوتی ہے سات سوگنا تک، فرمایا اللہ تعالیٰ نے مگر روزہ کہ وہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا دوں گا چھوڑتا ہے (روزہ دار) اپنی خواہش کو اور اپنے کھانے (پینے) کو میری وجہ سے روزہ دار کے واسطے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی افطار کے وقت ہوتی ہے اور ایک خوشی اپنے رب سے ملنے کے وقت ہوگی اور بالضرور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ اچھی ہے (اس سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ پھر مسواک کرنا اچھا نہ ہوگا کیونکہ مسواک کے بعد بھی وہ بو جو خلو معدہ کے باعث آتی ہے زائل نہیں ہوتی مسواک سے تو فقط دانتوں کی بدبو دور ہو جاتی ہے) اور روزہ ڈھال ہے (دوزخ سے) اور جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو اس کو چاہئے کہ نہ فحش بات کہے اور نہ بے ہودہ چلائے، پس اگر کوئی اس کو برا کہے یا اس سے کوئی جھگڑا کرنے لگے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں (متفق علیہ) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے (روزہ رکھ کر بھی) بیجا بات کہنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا، اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانے اور پینے کو چھوڑنے کی حاجت نہیں ہے (یعنی اس روزہ کو قبول نہیں کرتا) (بخاری) نیز ارشاد فرمایا کہ سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے (متفق علیہ) اور نیز ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی افطار کرے تو اس کو چاہئے کہ کھجور سے افطار کرے کیونکہ وہ برکت (کا سبب) ہے، پس اگر کسی شخص کو کھجور نہ ملے تو اس کو چاہئے کہ پانی پر افطار کرے کیونکہ وہ پاک کرنے والا ہے (ترمذی)

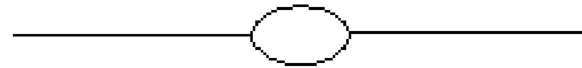
افطار کے وقت کی دعا

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ یعنی اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا۔

اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے: ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى یعنی پیاس گئی اور رگیں تر ہوئیں اور اجر ثابت ہو گیا اگر خدا نے چاہا (ابوداؤد)

تراویح اور تلاوت قرآن شریف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے رمضان کا روزہ

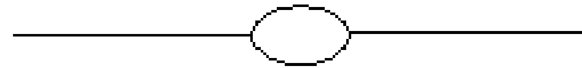


فرض کیا ہے اور میں نے اس (کی راتوں) کا جاگنا (یعنی تراویح پڑھنا) مسنون کیا ہے، پس جس شخص نے صرف ایمان اور طلب ثواب کی وجہ سے اس کے روزے رکھے اور اس (کی راتوں) میں (تراویح کے واسطے) قیام کیا وہ گناہوں سے ایسا نکل جاتا ہے جیسا کہ اس دن تھا جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا (عین ترغیب عن النسائی) اور نیز ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے ایمان اور طلب ثواب کی وجہ سے بخش دیے گئے اس کے گذشتہ گناہ اور جس نے رمضان میں قیام کیا (یعنی تراویح پڑھی) ایمان اور طلب ثواب کی وجہ سے اس کے (بھی) گذشتہ گناہ بخش دیے گئے اور جس شخص نے ایمان اور طلب ثواب کی وجہ سے لیلۃ القدر کو شب بیداری کی اس کے (بھی) گذشتہ گناہ بخش دیے گئے (متفق علیہ)

اور ارشاد فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روزہ اور قرآن بندے کی شفاعت کریں گے، روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اس کو کھانے سے اور خواہشوں سے دن بھر روکا پس اس کیلئے میری شفاعت قبول فرما اور قرآن شریف کہے گا میں نے اس کو رات میں سونے سے روکا پس اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما، پس دونوں کی شفاعت قبول ہو جائے گی (بیہقی)

اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہت روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو روزے سے پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں اور بہت شب بیدار ایسے ہیں کہ ان کو بے خوابی کے سوا کچھ حاصل نہیں (دارمی) جو لوگ روزہ کے اور شب بیداری کے حقوق ادا نہیں کرتے اس حدیث شریف سے ان کو سبق حاصل کرنا چاہئے۔ اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی نمازی نہیں مگر ایک فرشتہ اس کے دائیں ہے اور ایک بائیں ہے پس اگر وہ شخص نماز کو پورا کر دیتا ہے تو وہ دونوں اس کو لے کر (آسمان پر) چڑھ جاتے ہیں اور اگر اس کو پورا نہ کیا تو اس نماز کو اس کے منہ پر مارتے ہیں (روزہ وغیرہ کا بھی اسی طرح حال ہوتا ہوگا) (ترغیب عن الاصبہانی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قول خداوندی ورتل القران ترتیلا کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو خوب صاف صاف پڑھو اور کھجوروں کی طرح اس کو منتشر نہ کرو اور نہ شعر کی طرح جلدی پڑھو، اس کے عجائب میں ٹھہر کر غور کرو اور اس کے ساتھ دلوں کو متاثر کرو



اورتم میں سے کوئی شخص (بلاسوچے سمجھے) آخر سورت (تک پہنچنے) کاارادہ نہ کرے (الدر المنثور)

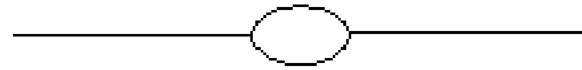
اورحق تعالیٰ شانہ نے ارشادفرمایا ہے (اے کپڑوں میں لپٹنے والے نبی) رات کوکھڑے رہا کرومگر تھوڑی سی رات یعنی آدھی رات یااس سے کچھ کم کردیجئے یا کچھ زیادہ کردیجئے اورقرآن خوب صاف صاف پڑھا کرو(اس حدیث شریف اورآیت مبارک پران لوگوں کوخاص طورسے خیال کرنا چاہئے جوتراویح میں قرآن شریف بےحد تیزی سے پڑھنے کوفخر سمجھتے ہیں)۔

شب قدر اور اعتکاف

ارشافرمایاحق تعالیٰ شانہ نے اورنہ مباشرت کرو(یعنی بدن بھی نہ ملنے دو) عورتوں سےجس زمانہ میں کہ تم معتکف ہومسجد میں (اعتکاف کرنا بھی سنت ہے) خاص کرعشرہ اخیرہ میں توہربستی میں (خواہ وہ شہرہو یا گاؤں) کم ازکم ایک شخص کااعتکاف میں بیٹھنا سنت مؤکدہ ہے، اگربستی بھرمیں کوئی بھی نہ بیٹھےتو سب کوترک سنت کاگناہ ہوگا،جس طرح جنازہ کی نمازان مسلمانوں پرفرض کفایہ ہےجن کواطلاع ہواسی طرح ہرشہراورگاؤں پرعشرہ اخیرہ کااعتکاف سنت کفایہ ہے۔نیز ارشادفرمایاحق تعالیٰ شانہ نے کہ لیلۃ القدربہتر ہے ہزار ماہ سےاورآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ جس شخص نے قیام کیاشب قدر میں ایمان اورطلب ثواب کی وجہ سےبخش دیے گئے اس کے گذشتہ گناہ (متفق علیہ) ونیز ارشادفرمایا کہ رمضان میں ایک رات ہے جوہزار ماہ سےبہتر ہے جواس کی خیر سےمحروم رہاوہ بالکل ہی محروم رہا(احمد ونسائی)

اورسعید بن المسیب نے فرمایا کہ جوشخص شب قدرکوعشا کی جماعت میں حاضرہوگیا اس نےاس میں سےحصہ پالیا(اس سےمعلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث شریف میں محروم ہونےوالےسے وہ مراد ہےجواس روزجماعت میں بھی شامل نہ ہواہو)اس سے بڑھ کرکیاآسانی ہوگی (مؤطاامام مالک)

اورارشادفرمایارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شب قدرہوتی ہےتوجبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت سمیت نازل ہوتے ہیں اورہراس شخص کیلئے دعاکرتے ہیں جوکھڑے یابیٹھےاللہ کاذکرکررہاہواورامام مالکؒ نےکسی معتبرعالم سےروایت کی ہے کہ وہ یوں فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوپہلےلوگوں کی عمریں یاان میں سے جتنی خدانے چاہادکھلائی گئیں،پس



گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کواتنے اعمال سے قاصر خیال فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ایک رات یعنی لیلۃ القدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوعطا فرمادی جو ہزار مہینے سے بہتر ہے(ترغیب عن المؤطا)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا معتکف کے بارے میں کہ وہ گناہوں سے بچتا ہے اوراس کیلئے نیک عمل (یعنی جن سے اعتکاف مانع ہو مثل عیادت وغیرہ) جاری کئے جاتے ہیں جیسا کہ ان اعمال کے کرنے والے کوثواب ملتا ہے (ایسا ہی معتکف کوبھی ملتا ہے)اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ جس شخص نے رمضان میں دس روز کا اعتکاف کیا وہ اعتکاف دوحج اور دوعمرے کے مانند ہے (ترغیب عن البیہقی) اور ارشادفرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تلاش کروتم شب قدر کواخیر عشرہ میں رمضان کے (بخاری)

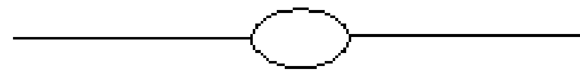
اورآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب عشرۂ اخیرہ داخل ہوتا تو کمر مضبوط باندھ لیتے (یعنی عبادت کا بہت زیادہ اہتمام کرتے)اورشب بیداری کرتے اوراپنے گھر والوں (یعنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور صاحبزادیوں کو جگاتے)(متفق علیہ)اورحضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مجھے (کسی طرح)[1] شب قدر معلوم ہوجائے کہ فلاں رات میں ہے تو میں اس میں کیا کہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ کہو،یعنی اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے معاف کرنے کوپسند رکھتا ہے پس میرے گناہ معاف فرمادے (احمد وابن ماجہ وترمذی)

اورآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا لیلۃ القدر کے بارے میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ وہ ہر رمضان میں ہوتی ہے (ابوداؤد)اورحق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا ہے قسم ہے فجر کی اوردس راتوں کی اور جفت کی اور طاق کی اور رات کی جب وہ چلے۔

فائدہ: یہاں دس راتوں سے مراد عشرۂ اخیرہ کی دس راتیں ہیں (کمافسرہ ابن عباس کذا فی الدر المنثور)(پس ان کی قسم کھانے سے بڑی فضیلت معلوم ہوئی)

....

(۱) یعنی کسی نشانی سے یا کشف وغیرہ سے معلوم ہوجاوے ۱۲



فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

تعلیم قرآن کی ضرورت واہمیت

پیش لفظ

از حضرت مؤلف مدظلہم

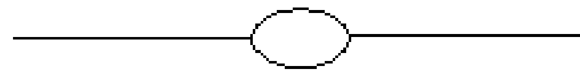
بعد الحمد والصلوٰۃ گزارش آنکہ اس زمانہ میں قرآن کریم اور علوم قرآن کریم کی تعلیم سے اکثر بے اعتنائی اور بے توجہی کی جارہی ہے اور دنیوی علوم کی طرف زیادہ توجہ ہوتی جارہی ہے، قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے والوں کی تعداد بنسبت دنیوی تعلیم حاصل کرنے والوں کے بہت ہی کم ہے بلکہ ان مکاتب اور مدارس دینیہ کو جن میں قرآن کریم اور علوم قرآن وحدیث کی تعلیم دی جاتی ہے فضول اور قوم پر بوجھ سمجھا جانے لگا ہے حالانکہ مدارس دینیہ سرکاری امداد وتعاون کے بغیر اپنی مدد آپ کے اصول پر عام مسلمانوں کے چندے سے چلتے ہیں اور اہل خیر چندہ دینے والے حضرات اپنی دلی رغبت سے ثواب حاصل کرنے کے لیے اس کار خیر میں حصہ لیتے ہیں، کسی پر نہ جبر ہوتا ہے اور نہ قوم پر بوجھ کا اس میں کوئی شائبہ ہے بلکہ خوش دلی سے باہمی تعاون کے ذریعہ ان مدارس ومکاتب میں علوم دینیہ اور قرآن وسنت کی تعلیم کا کام انجام پارہا ہے۔

ایک خلاف حقیقت پروپیگنڈہ

ان مدارس دینیہ کے قوم پر بوجھ ہونے کا پروپیگنڈہ خلاف حقیقت اور علوم دینیہ وقرآن وسنت کے خلاف نفرت پھیلانے کے مترادف ہے اس کے برعکس دنیوی تعلیم کے اسکولوں اور کالجوں پر سرکاری خزانوں سے سالانہ لاکھوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے مگر اس کے باوجود سرکاری مدارس کو قوم پر بوجھ نہیں سمجھا جاتا بلکہ ان کو دنیوی ترقی، ملازمتوں اور عہدوں کے حصول کے لیے قومی ضرورت کا درجہ دیا جاتا ہے۔

مسلم قومیت کی بنیاد

افسوس کی بات ہے کہ قرآن کریم اور قرآنی علوم کی تعلیم کو سرے سے قومی ضرورت



نہیں سمجھا جاتا حالانکہ مسلم قومیت کی بنیاد قرآن کریم اوراس کے متعلقہ علوم پر ہی قائم ہے۔
علامہ اقبال کہتے ہیں ۔

آں کتاب زندہ قرآن حکیم — حکمت اولایزال است وقدیم
گرتو می خواہی مسلماں زیستن — نیست ممکن جز بقرآں زیستن

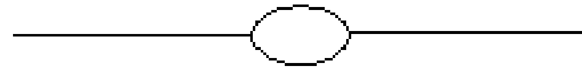
یعنی اگر مسلمان بن کرزندہ رہنا چاہتے ہوتو بغیر قرآن کریم کی تعلیم کے بحیثیت مسلمان زندہ نہیں رہ سکتے۔

جس تعلیم قرآن اورعلوم قرآن پر مسلم قومیت کی عمارت قائم ہے اور جوتعلیم مسلم قومیت کی بنیاد ہے اس کی طرف توجہ نہ کرنا بلکہ اس کوفضول سمجھنا کیا ''یکے برسر شاخ وبن می برید'' کا مصداق نہیں ہے؟ یعنی جس شاخ پر بیٹھا ہے اسی کی جڑ کاٹ رہا ہے۔

دنیوی تعلیم حاصل کرنے کا مقصد

عام طور پر دیکھنے میں آرہا ہے کہ دنیوی تعلیم اسکولوں اور کالجوں کی طرف لوگوں کی رغبت کی وجہ مال ودولت اور جاہ کی طلب اور محبت ہے اس تعلیم کوبھوک کے خوف اور پیٹ بھرنے کے لیے حاصل کرتے ہیں، ان لوگوں کا تصور یہ ہے کہ دینی تعلیم حاصل کرکے سرکاری ملازمتیں اورعہدے نہیں ملیں گےتو کھائیں گے کہاں سے، گویا بھوک کے خوف سے دنیوی تعلیم دلائی جاتی ہےاور دینی، روحانی تعلیم کوپس پشت ڈال دیا جاتا ہے، اس طرح اندیشہ افلاس سے اپنی اولاد اورعزیزوں کا روحانی اوراخلاقی قتل کیا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں حکم قرآنی لاتقتلوا اولادکم خشیۃ املاق (نہ قتل کرو اپنی اولاد کوبھوک کے خوف سے) کی خلاف ورزی ہورہی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ دنیوی ترقی کے لیے اگر دنیوی تعلیم اورسرکاری اسکولوں کالجوں کی ضرورت اور اس پر قومی خزانہ کا لاکھوں کا خرچ ناگزیر ضرورت ہے تو دینی اورروحانی اقدار کے لیے قرآن اور اس کے متعلقہ علوم کے لیے تعلیم گاہوں اور دینی مدارس کی سخت ضرورت کیوں نہیں ہے جبکہ اس کے بغیر مسلم قومیت کا بقاء اور تحفظ ناممکن ہے۔

الغرض اس ضرورت کے پیش نظر قرآن اورعلوم قرآنیہ کی طرف خصوصی توجہ دلانے



کے لیے یہ مختصر مضمون بعنوان'' تعلیم قرآن کی ضرورت واہمیت'' پیش کیا جارہا ہے ۔تمام مسلمانوں اور بالخصوص تعلیم یافتہ طبقہ سے بغور اس مضمون کو دیکھنے اور دینی تعلیم کی طرف توجہ کرنے کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو قرآن کریم اور اس کے متعلقہ علوم کی تعلیم اور حفاظت کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

تنبیہ:

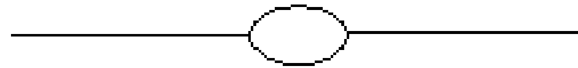
یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن کریم کے جس طرح معانی اور مضامین کی حفاظت اور تعلیم ضروری ہے اسی طرح اس کے الفاظ کی حفاظت اور تعلیم بھی ضروری ہے یہ خیال غلط ہے کہ الفاظ قرآن کو بغیر سمجھے پڑھنا فضول ہے اس زیرنظر مضمون میں اس کو اچھی طرح واضح کردیا گیا ہے کہ الفاظ قرآن بھی مقصود ہیں اور ان کی تعلیم بھی ضروری ہے اس سلسلہ میں مزید تفصیل کے لیے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا وعظ ''الفاظ القرآن'' دیکھنا بہت مفید اور شبہات کے ازالہ کے لیے ضروری ہے۔

فقط

سید عبد الشکور ترمذی عفی عنہ

جامعہ حقانیہ ساہی وال سرگودھا

۷/ج ۱ ۱۴۱۵ھ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی من انزل علیہ آیات الکتاب وقرآن مبین وعلی آلہ الطیبین الطاھرین واصحابہ الغر المحجلین الذین قاموا باقامۃ الدین المتین امابعد: فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ربناوابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم (پ۴)

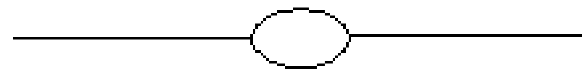
ترجمہ: اے ہمارے پروردگار اور بھیج ان میں ایک رسول انہی میں کا کہ پڑھے ان پر تیری آیتیں اور سکھلائے ان کو کتاب اور تہہ کی باتیں اور پاک کرے ان کو بے شک تو ہی ہے بہت زبردست بڑی حکمت والا۔

اس آیت مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں بعثت کے جن عظیم مقاصد کا ذکر فرمایا گیا ہے پہلے ان کی مختصر تشریح ملاحظہ فرماویں۔

آیت کی تشریح

یتلوا علیھم آیاتک: تلاوت کے اصلی معنی اتباع اور پیروی کے ہیں کیونکہ اس کلام کے پڑھنے والے کو اس کا پورا اتباع کرنا لازم ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ٹھیک اسی طرح پڑھنا ضروری ہے اپنی طرف سے کسی لفظ یا اس کی حرکت میں کمی بیشی یا تبدیلی کی اجازت نہیں امام راغب اصفہانی نے مفردات القرآن میں فرمایا ہے کہ کلام الٰہی کے علاوہ کسی دوسری کتاب یا کلام کے پڑھنے کو عرفاً تلاوت نہیں کہا جا سکتا ہے۔

ویعلمھم الکتاب والحکمۃ: اس میں ''کتاب'' سے مراد کتاب اللہ ہے اور الحکمۃ کا لفظ عربی لغت میں کئی معنی کے لیے آتا ہے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ جو معانی قرآن کی تشریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھ کر کرتے ہیں اس جگہ لفظ حکمت کے معنی بیان کرنے میں اگرچہ ان کے الفاظ مختلف ہیں لیکن خلاصہ سب کا ایک ہی ہے یعنی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، امام تفسیر کبیر وابن جریر نے حضرت قتادہ تابعی سے یہی



تفسیر نقل کی ہے۔

ویـزکیھم: زکوۃ سے مشتق ہے جس کے معنی طہارت اور پاکی کے ہیں اور یہ لفظ ظاہری اور باطنی ہرطرح کی پاکی کے لیے بولا جاتا ہے (ماخوذ از معارف القرآن مؤلفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ)

اس مختصر تشریح سے واضح ہوگیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آئندہ نسل کی فلاح دنیاوآخرت کے واسطے حق تعالی سے یہ دعا کی کہ میری اولاد میں ایک رسول بھیج دیجیے جوان کو آپ کی آیات تلاوت کر کے سنائے اور قرآن وسنت کی تعلیم دے اوران کوظاہری اور باطنی گندگیوں سے پاک کرے۔

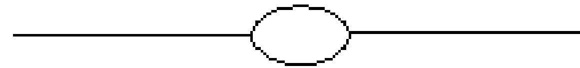
دنیا کی سب سے بڑی نعمت قرآن کریم ہے

قرآن کریم اس جہاں میں وہ نعمت بے بہا ہے کہ سارا جہاں، آسمان وزمین اوران میں پیدا ہونے والی مخلوقات اس کا بدل نہیں بن سکتی۔

انسان کی سب سے بڑی سعادت اورخوش نصیبی اپنی طاقت کے مطابق قرآن کریم میں اشتغال اوراس کوحاصل کرنا ہے اورسب سے بڑی شقاوت اور بدنصیبی اس سے اعراض اوراسے چھوڑنا ہے اس کی فکرفرض عین اورضروری ہے کہ قرآن کریم کی صحت لفظی کے ساتھ پڑھنے اوراولاد کوپڑھانے کی کوشش کرے اورپھر جس قدر ممکن ہواس کے معانی اوراحکام کوسمجھنے اوران پرعمل کرنے کی فکرمیں لگارہے اوراس کواپنی پوری عمر کا وظیفہ بنائے اوراپنے حوصلے اورہمت کے مطابق اس کا جو حصہ بھی نصیب ہوجائے اس کواس جہاں کی سب سے بڑی نعمت سمجھے(ماخوذ از معارف القرآن)

بعثت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تین مقاصد

اس آیت میں اورسورۂ آل عمران اورسورۂ جمعہ کی آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک ہی مضمون ایک ہی طرح کے الفاظ میں آیا ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا میں تشریف لانے کے مقاصد یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدۂ نبوت ورسالت کے فرائض منصبی تین بیان کیے گئے ایک تلاوت آیات دوسرے تعلیم کتاب وحکمت تیسرے لوگوں کا تزکیۂ اخلاق وغیرہ۔



پہلا مقصد تلاوت آیات

معانی کی طرح الفاظ بھی مستقل مقصود ہیں:

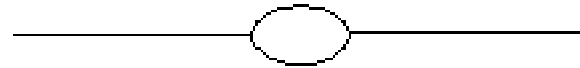
یہاں پہلی بات قابل غور یہ ہے کہ تلاوت کا تعلق الفاظ سے ہے اور تعلیم کا معانی سے اس جگہ تلاوت وتعلیم کو الگ الگ بیان کرنے سے یہ حاصل ہوا کہ قرآن کریم میں جس طرح معانی مقصود ہیں اسی طرح اس کے الفاظ بھی مستقل مقصود ہیں ان کی تلاوت اور حفاظت فرض اور اہم عبادت ہے۔

قرآن کریم کے معانی کی طرح اس کے الفاظ کی تلاوت بھی جداگانہ فرض ہے

دو اہم نتیجے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاواسطہ شاگرد عربی زبان کے اعلیٰ درجہ کے ماہر اور اس کے فصیح وبلیغ خطیب وشاعر تھے ان کے سامنے قرآن عربی کا پڑھ دینا بھی بظاہر ان کی تعلیم کے لیے کافی تھا، ان کو الگ سے ترجمہ وتفسیر کی ضرورت نہ تھی تو پھر تلاوت آیات کو ایک علیحدہ مقصد اور تعلیم کتاب کو جداگانہ مقصد رسالت قرار دینے کی کیا ضرورت تھی؟ جبکہ عمل کے اعتبار سے یہ دونوں مقصد ایک ہی ہو جاتے ہیں، اس میں غور کیا جائے تو دو اہم نتیجے آپ کے سامنے آئیں گے۔

اول یہ کہ قرآن کریم دوسری کتابوں کی طرح کتاب نہیں ہے جس میں صرف معانی مقصود ہوتے ہیں الفاظ ایک ثانوی حیثیت رکھتے ہیں، ان میں اگر معمولی تغیر وتبدل بھی ہو جائے تو کچھ حرج نہیں سمجھا جاتا ان الفاظ کو بغیر معنیٰ سمجھے ہوئے پڑھنا بالکل لغو اور فضول ہے، بلکہ قرآن کریم کے جس طرح معانی مقصود ہیں اسی طرح الفاظ بھی مقصود ہیں اور الفاظ کے ساتھ خاص خاص احکام شرعیہ بھی متعلق ہیں، یہی وجہ ہے کہ اصول فقہ میں قرآن کریم کی یہ تعریف کی گئی ہے "ھوالنظم والمعنیٰ جمیعاً" یعنی قرآن نام ہے الفاظ اور معنیٰ دونوں کا، جس سے معلوم ہوا کہ اگر معانی قرآن کو الفاظ قرآن کے علاوہ دوسرے الفاظ یا دوسری زبان میں لکھا جائے تو وہ قرآن کہلانے کا مستحق نہیں ان مضامین قرآنیہ کو بدلے ہوئے الفاظ میں اگر کوئی شخص



نماز میں پڑھ لے تو نماز ادا نہ ہوگی اسی طرح اور تمام احکام جو قرآن کریم سے متعلق ہیں اس پر عائد نہیں ہوں گے، قرآن کریم کی تلاوت کا جو ثواب احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے وہ بدلی ہوئی زبان یا بدلے ہوئے الفاظ پر مرتب نہیں ہوگا، اور اسی لیے فقہاء امت نے قرآن کریم کا صرف ترجمہ بلا متن قرآن کے لکھنے اور چھاپنے کو ممنوع فرمایا ہے جس کو عرف میں اردو یا انگریزی کا قرآن کہہ دیا جاتا ہے، کیونکہ وہ درحقیقت جو قرآن اردو یا انگریزی میں نقل کیا گیا ہے وہ قرآن کہلانے کا مستحق نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت اور اسی طرح کی دوسری آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی میں تعلیم کتاب سے تلاوت آیات جداگانہ فرض قرار دے کر اس کی طرف اشارہ کردیا ہے کہ قرآن کریم میں جس طرح اس کے معانی مقصود ہیں اسی طرح اس کے الفاظ بھی مقصود ہیں، کیونکہ تلاوت الفاظ کی ہوتی ہے معانی کی نہیں اسی لیے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی میں معانی کی تعلیم داخل ہے اسی طرح الفاظ کی تلاوت اور حفاظت بھی ایک مستقل فرض ہے۔

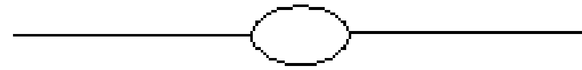
قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد

اس میں شبہ نہیں کہ قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد اس کے بتائے ہوئے نظام زندگی پر عمل کرنا اور اس کی تعلیمات کو سمجھنا اور سمجھانا ہے، محض اس کے الفاظ رٹ لینے پر قناعت کر کے بیٹھ جانا قرآن کریم کی حقیقت سے بے خبری اور اس کی بے قدری ہے۔

قرآن کریم کے الفاظ بغیر سمجھے پڑھنا بھی ایک مستقل فرض کی ادائیگی ہے

لیکن اس کے ساتھ یہ کہنا بھی کسی طرح صحیح نہیں کہ جب تک قرآن کریم کے الفاظ کے معانی نہ سمجھے جائیں اس کے الفاظ پڑھنا فضول ہیں اس زمانہ میں ایک عام گمراہی یہ بھی پھیل رہی ہے کہ قرآن کریم کے حفظ کو فضول سمجھا جا رہا ہے اور اس کے الفاظ یاد کرنے کو دماغ سوزی اور تضییع اوقات کہا جاتا ہے۔

بہت سے حضرات خصوصاً نئے تعلیم یافتہ لوگ قرآن کریم کو دوسری کتابوں پر قیاس



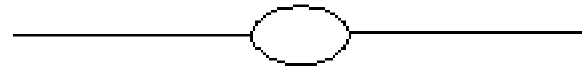
کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک کسی کتاب کے معنیٰ نہ سمجھے جائیں تو اس کتاب کے الفاظ کا پڑھنا پڑھانا وقت کا ضائع کرنا ہے مگر قرآن کریم میں ان کا یہ خیال صحیح نہیں اور ایک فرض قرآن کریم کے الفاظ کی تلاوت سے غفلت اور اعراض کے مترادف ہے کیونکہ قرآن کریم الفاظ اور معنی دونوں کا نام ہے ،جس طرح اس کے معانی کا سمجھنا اور اس کے دیے ہوئے احکام پر عمل کرنا فرض اور اعلیٰ عبادت ہے اسی طرح اس کے الفاظ کی تلاوت بھی ایک مستقل فرض اور عبادت اور باعث ثواب ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تلاوت میں طرز عمل

یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو معانی قرآن کو سب سے زیادہ جاننے والے اور سمجھنے والے تھے انہوں نے محض معنیٰ سمجھ لینے اور عمل کر لینے کو ہی کافی نہ سمجھا بلکہ انہوں نے ساری عمر تلاوت قرآن کریم کو حرز جان بنائے رکھا بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روزانہ ایک قرآن کریم مکمل پڑھتے تھے بعض دو دن میں اور اکثر تین دن میں مکمل کرنے کا رواج تھا اور ہر ہفتہ میں مکمل کرنے کا تو پوری امت کا معمول چلا آرہا ہے قرآن کریم کی سات منزلیں اسی ہفتہ واری معمول کی علامت ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عمل بھی بتلا رہا ہے کہ جس طرح قرآن کریم کے معانی کا سمجھنا اور عمل کرنا اصلی فرض اور عبادت ہے اسی طرح اس کے الفاظ کی تلاوت بھی بجائے خود ایک مستقل فرض اور اعلیٰ عبادت اور موجب انوار و برکات اور سرمایہ سعادت و نجات ہے اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی میں تلاوت آیات کو ایک مستقل حیثیت دی گئی ہے

قرآن کریم کے معانی سمجھنے کی کوشش کرنی بھی ضروری ہے

مقصد یہ ہے کہ جو مسلمان فی الحال معانی قرآن کو نہیں سمجھتے وہ اس بدنصیبی میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ الفاظ کو فضول سمجھ کر اس سے محروم ہو جائیں بلکہ ان کو کوشش کرتے رہنا ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم کے معانی سمجھیں تا کہ قرآن کریم کے حقیقی انوار و برکات کا مشاہدہ کریں اور نزول قرآن کا اصلی مقصد پورا ہو۔



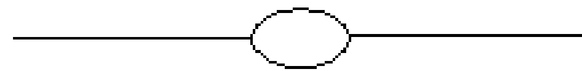
قرآن کریم کو معاذ اللہ جنتر منتر کی طرح صرف جھاڑ پھونک میں استعمال کی چیز نہ بنائیں۔ اور بقول علامہ اقبال مرحوم سورۂ یٰسین کو صرف اس کام کے لیے نہ سمجھیں کہ اس کے پڑھنے سے جان سہولت سے نکل جاتی ہے۔

یہ بھی اس کا فائدہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے شفا ہو جاتی ہے یا سہولت سے جان نکل جاتی ہے سورۂ یٰسین کا یہ بھی ایک فائدہ ہے مگر یٰسین کو صرف اسی کام کے لیے سمجھ لینا اور اس پر قناعت کر لینا اس کی صحیح قدر کی پہچان نہیں ہے لیکن بغیر سمجھے پڑھنا فضول اور بے فائدہ بھی نہیں ہے اس کو بے فائدہ سمجھنا بے سمجھی کی بات ہے اگر اس کا کوئی فائدہ نہ ہوتا اور یہ پڑھنا فضول ہوتا تو یہ لوگ بھی اپنے ایسے موقعوں پر قرآن کریم کیوں پڑھواتے۔

اب تو رسم قل وغیرہ کا ایسا اہتمام ہو گیا ہے کہ اس کو تقریب شادی اور خوشی کی دعوت میں تبدیل کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے دانش منداور دیدہ ور علماء کرام اس کو بدعت قرار دے کر منع بھی کرتے ہیں مگر پھر بھی یہ بے سمجھے قرآن کریم پڑھنے کو فضول کہنے والے بھی اس کو بڑی دھوم دھام سے ادا کرتے ہیں اور اس میں قرآن خوانی بھی کراتے ہیں کیا یہ قرآن خوانی فضول اور بے فائدہ سمجھ کر ہی کرائی جاتی ہے اور یہ فضول حرکت کی جاتی ہے؟

قرآن فہمی کے بارے میں ایک شدید غلطی

کچھ عرصہ سے مسلمانوں میں یہ خطرناک مرض وبا کی طرح پھیل رہا ہے کہ صرف عربی پڑھ لینا اور عربی زبان کا جاننا قرآن کریم کے سمجھنے کے لیے کافی ہے، چنانچہ بعض لوگ معمولی عربی زبان پڑھ لینے کے بعد جنہیں عربی زبان پر بھی مکمل عبور نہیں ہوتا ،قرآن کریم میں رائے زنی شروع کر دیتے ہیں یہاں تک کہ بعض لوگ عربی زبان بھی نہیں جانتے صرف اردو یا انگریزی کا مطالعہ کر کے اپنے آپ کو قرآن کریم کا عالم سمجھنے لگ جاتے ہیں اور بڑے بڑے مفسرین پر تنقید کرنے سے نہیں چوکتے ،خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ یہ انتہائی خطرناک طرز عمل ہے جو دین کے معاملہ میں نہایت مہلک اور گمراہی کی طرف لے جاتا ہے، دنیوی علوم وفنون کے بارہ میں ہر آدمی اس بات کو سمجھتا ہے کہ کوئی شخص محض انگریزی زبان سیکھ کر میڈیکل



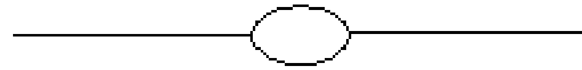
سائنس کی کتابوں کے مطالعہ کر لینے اسی طرح قوانین کی کتابوں کے مطالعہ سے نہ تو ڈاکٹر بن سکتا ہے نہ ہی مکمل قوانین کا ماہر وکیل ہوسکتا ہے، جب تک اس نے کسی میڈیکل کالج اور لاء کالج سے با قاعدہ تعلیم وتربیت حاصل نہ کی ہو کوئی عاقل اس کو ڈاکٹر اور وکیل نہیں سمجھ سکتا نہ ہی ان علوم میں اس کی رائے کا اعتبار کیا جاسکتا ہے، زندگی کے ہر شعبہ میں ہر شخص اس اصول کو جانتا اور ضروری سمجھتا ہے کہ ہر علم وفن کے لیے اس کے ماہر اساتذہ کے زیر تربیت رہ کران سے با قاعدہ اس علم وفن کو سیکھنا ضروری ہے، مگر قرآن کریم اور حدیث شریف کے معاملہ میں صرف عربی زبان کے سیکھ لینے بلکہ اس کے ترجمہ کے مطالعہ کو ہی کافی سمجھ لیا جاتا ہے اور اس ناقص علم کے بل بوتے پر قرآن کریم میں رائے زنی کو اپنا حق سمجھا جاتا ہے بلکہ با قاعدہ علوم قرآن کو سیکھنے والے علماء کی غلطیاں نکالی جانے لگتی ہیں اور برملا یہ کہا جاتا ہے کہ قرآن کریم پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہے۔

یہ صحیح ہے کہ قرآن کریم پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہے ہر شخص کو اس کا علم حاصل کرنا چاہیے اور قاعدہ کے مطابق اس کو سمجھنا چاہیے جیسا کہ میڈیکل اور لاء وغیرہ پر بھی کسی کی اجارہ داری نہیں ہے مگر ان علوم کو با قاعدہ حاصل کیے بغیر ان میں رائے زنی کا حق کسی عاقل کے نزدیک بھی صحیح نہیں ہے اسی طرح قرآن کریم کو با قاعدہ سمجھے بغیر اس میں رائے زنی اور پھر وہ بھی اس کے با قاعدہ تعلیم یافتہ حضرات علماء کرام کے مقابلہ میں کسی سمجھدار آدمی کے نزدیک صحیح نہیں ہوسکتی۔

علوم قرآن کریم

قرآن کریم کا ایک حصہ عام نصیحت سبق آموز واقعات اور عبرت وموعظت کے مضامین پر مشتمل ہے مثلاً دنیا کی ناپیداری جنت ودوزخ کے حالات خوف خدا وفکر آخرت پیدا کرنے والی باتیں اس قسم کی آیتوں کو عربی زبان کی واقفیت یا ترجمہ کی مدد سے سمجھ کر ہر شخص نصیحت حاصل کرسکتا ہے "ولقد یسرنا القرآن للذکر" بلاشبہ ہم نے قرآن کریم کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کردیا، اسی قسم کی آیات کے بارہ میں فرمایا گیا ہے اور لفظ "للذکر" (نصیحت کے واسطے) اس بات کو بتلا رہا ہے۔

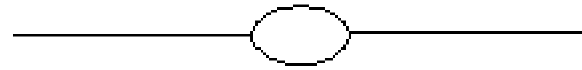
مگر جو آیات احکام وقوانین، عقائد اور علمی مضامین پر مشتمل ہیں اس قسم کی آیات کو



ماہر اساتذہ کی تعلیم وتربیت اور اسلامی علوم میں بصیرت کے بغیر نہیں سمجھا جاسکتا یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اگرچہ مادری زبان عربی تھی اور ان کو اس زبان کے سیکھنے کی ضرورت نہیں تھی پھر بھی ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت تھی چنانچہ مؤطا امام مالک میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے صرف سورۂ بقرہ یاد کرنے میں پورے آٹھ سال صرف کیے۔

غور کرنے کی بات ہے کہ یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کی مادری زبان عربی تھی جو عربی کے شعر وادب میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور ان کو معمولی توجہ سے عربی کے لیے لیے قصیدے یاد ہو جاتے تھے، انہیں قرآن کریم کو یاد کرنے اور اس کے معانی سمجھنے کے لیے اتنی طویل مدت کی کیا ضرورت تھی کہ آٹھ آٹھ سال صرف ایک سورت کے پڑھنے میں خرچ ہو جائیں، اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ قرآن کریم اور اس کے علوم کو سیکھنے کے لیے صرف عربی زبان جاننا بلکہ اس میں مہارت کا حاصل ہونا بھی کافی نہیں تھا بلکہ اس کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور تعلیم سے فائدہ اٹھانا ضروری تھا، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عربی زبان میں مہارت اور نزول وحی کا براہ راست مشاہدہ کرنے کے باوجود قرآن کریم سمجھنے اور اس کا عالم بننے کے لیے با قاعدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت تھی تو نزول قرآن کے سینکڑوں سال بعد عربی کی معمولی شد بد پیدا کر کے یا صرف ترجمہ کا مطالعہ کر کے مفسر قرآن بننے کا دعوی کرنا اور قرآن کریم میں رائے زنی کرنے کا حق سمجھنا کتنی بڑی جسارت اور علم دین کے ساتھ افسوس ناک مذاق ہے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

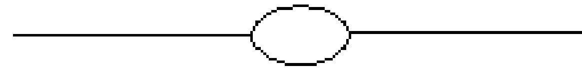
من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ فی النار جو شخص قرآن کے بارہ میں علم کے بغیر کوئی بات کہے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے (ابوداؤد) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ارشاد ہے من تکلم فی القرآن برأیہ فاصاب فقد اخطأ جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے گفتگو کرے اور اس میں کوئی صحیح بات بھی کہہ دے تب بھی اس نے غلطی کی۔ابوداؤد، نسائی، از اتقان ۲/۱۷۹۔(ماخوذ از علوم القرآن مقدمہ معارف القرآن)



قرآن فہمی کے لیے تعلیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت

تلاوت آیات کے فرض کے ساتھ تعلیم کتاب کو جداگانہ فرض قرار دیا گیا ہے،اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ قرآن فہمی کے لیے صرف عربی زبان کا جان لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لیے تعلیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت ہے جیسے تمام علوم وفنون میں یہ بات معلوم ومشاہد ہے کہ کسی فن کی کتاب کے مفہوم کو سمجھنے کے لیے محض اس کتاب کی زبان جاننا بلکہ زبان کا ماہر ہونا بھی کافی نہیں جب تک اس فن کو کسی ماہر استاذ سے حاصل نہ کیا جائے مثلاً آج کل ڈاکٹری، ہومیو پیتھک کی کتابیں عموماً انگریزی زبان میں ہیں لیکن محض انگریزی زبان میں مہارت پیدا کر لینے اور ڈاکٹری کی کتابوں کے مطالعہ کر لینے سے کوئی شخص ڈاکٹر نہیں بن سکتا نہ انجینئرنگ کی کتابیں پڑھنے سے کوئی انجینئر بن سکتا ہے بلکہ استاذ سے سیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے تو پھر مضامین قرآن کریم جو علوم الٰہیہ سے لے کر طبعیات وفلسفہ تک تمام گہرے دقیق علوم پر حاوی ہے وہ محض عربی زبان جان لینے سے کیسے حاصل ہو سکتے ہیں اگر یہی ہوتا کہ جو شخص عربی زبان سیکھ لے وہ معارف قرآن کا ماہر سمجھا جائے تو آج بھی ہزاروں یہودی اور نصرانی عرب ممالک میں عربی زبان کے بڑے ماہر اور ادیب ہیں وہ سب سے بڑے مفسر قرآن مانے جاتے اور زمانہ رسالت میں ابوجہل ابولہب قرآن کریم کے ماہر سمجھے جاتے۔

ایک طرف تو رسول کے فرائض میں تلاوت آیات کو ایک مستقل فرض قرار دیا دوسری طرف تعلیم کتاب کو جداگانہ فرض قرار دے کر بتلا دیا کہ محض تلاوت آیات اور ان کا سن اور پڑھ لینا فہم قرآن کے لیے عربی زبان جاننے والوں کے لیے بھی کافی نہیں بلکہ تعلیم رسول ہی کے ذریعہ قرآنی تعلیم کا صحیح علم ہو سکتا ہے قرآن کو تعلیمات رسول سے جدا کر کے خود سمجھنے کی فکر خود فریبی کے سوا کچھ نہیں ہے اگر مضامین قرآنی کو بتلانے اور سکھلانے کی ضرورت نہ ہوتی تو رسول کو بھیجنے ہی کی کیا ضرورت تھی۔اللہ تعالیٰ کی کتاب کسی دوسری طرح بھی انسانوں تک پہنچائی جاسکتی تھی مگر اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہیں وہ جانتے ہیں کہ مضامین قرآن کی تعلیم وتفہیم کے لیے دنیا کے دوسرے علوم وفنون سے زیادہ تعلیم استاذ کی ضرورت ہے اور ان مضامین کا استاذ وہ ہو سکتا ہے جس کو حق



تعالیٰ سے بذریعہ وحی شرف کلام حاصل ہو۔جس کو اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کہتے ہیں اس لیے قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجنے کا مقصد یہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ قرآن کریم کے معانی واحکام کی شرح کرکے بیان فرمائیں، ارشاد ہے لتبین للناس ما نزل الیھم تا کہ آپ لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آیات کے مطالب بیان فرمائیں۔

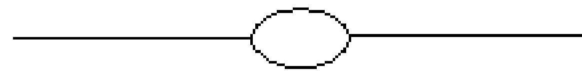
تلاوت قرآن کریم قرب حق کا بہت بڑا ذریعہ ہے

فضول اس کو کہتے ہیں جس میں کوئی فائدہ نہ ہو اور جو شخص خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو سچا مانتا ہے اس کو یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ خالی الفاظ پڑھنے سے بھی ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں اور ثواب کا یہ ادنیٰ درجہ ہے اور اخلاص کے درجہ کے اعتبار سے سات سو یا اس سے بھی زیادہ ثواب ملنے کی امید ہے اور خالی الفاظ کا پڑھنا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے حق تعالیٰ کی توجہ اور قرب کا۔

اب اگر کوئی شخص نیکیوں کو اور حق تعالیٰ کی توجہ اور قرب ہی کو فضول سمجھنے لگے اور اس کا ہی منکر ہو تو اس سے ہمارا خطاب نہیں ہے اس وقت ہمارے مخاطب وہی حضرات ہیں جو خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے قائل اور اس کے کلام کو سچا سمجھتے اور اس پر ایمان رکھتے ہیں یہ حضرات غور کریں کہ جب الفاظ کے پڑھنے کا فائدہ علاوہ معانی کے مستقل بھی ہے تو پھر اس کو طوطے کی سی پڑھائی کہنا کیسا صحیح ہو سکتا ہے؟ اور اس کو فضول قرار دینا کیسے درست ہو سکتا ہے؟ فضول تو وہ ہوتا ہے جس کا دنیا و آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہو اور اس طرح پڑھنے کا فائدہ آخرت میں ہوگا پھر یہ فضول کیسے ہوا ہاں کوئی شخص آخرت کا فائدہ ہی کا منکر ہو تو پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ وہ اس وقت ہمارا مخاطب نہیں ہے۔

تلاوت کا دوسرا فائدہ حفاظت قرآن ہے

دوسرا فائدہ علاوہ ثواب آخرت کے بغیر سمجھے پڑھنے سے یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ اس طرح قرآن کریم کی حفاظت ہو رہی ہے اور ہر زمانہ میں ہزاروں کی تعداد میں اس کے حافظ بن کر اس کی حفاظت کا فرض انجام دے رہے ہیں۔



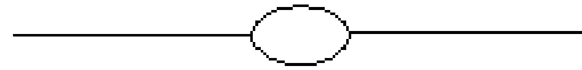
قرآن کریم کا معجزہ

اس زمانہ میں جبکہ قرآن کریم کی طرف رغبت کا کوئی سامان نہیں ہے نہ اس کے حفظ کرنے والوں کو ملازمتوں اور عہدوں کا لالچ ہے بلکہ زیادہ تر توجہ سرکاری اسکولوں میں پڑھنے کی طرف ہے اور سرکاری ملازمتوں اور عہدوں کے لالچ میں ہر شخص انہی اسکولوں کی طرف متوجہ ہو رہا ہے، پھر بھی قرآن کریم کے اس قدر حفاظ موجود ہیں کہ بچے بھی حافظ ہیں اور مرد بھی اور بعض جگہ عورتیں بھی حافظہ ہیں، یہ قرآن کریم کا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟ جو لوگ معنی سمجھے بغیر قرآن کے الفاظ کو فضول کہتے ہیں کیا وہ قرآن کریم کی حفاظت کرنے کو فضول اور بے کار سمجھتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو یاد اور حفظ کرنے کے لیے ایسا آسان کر دیا ہے کہ اس کو بہت جلد یاد کر لیا جاتا ہے اور یہ حفظ کرنا اس کی حفاظت کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

چھوٹی عمر میں حفظ اچھا ہوتا ہے

اور تجربہ شاہد ہے کہ حفظ قرآن چھوٹی عمر میں اچھا ہوتا ہے بڑے ہو کر ویسا یاد نہیں ہوتا جیسا بچپن میں ہوتا ہے، اور بچپن میں بچہ قرآن کریم کے معنی سمجھنے کے قابل نہیں ہوتا، ایسی حالت میں اس کو طوطے کی طرح لفظی ترجمہ پڑھانے کا کیا فائدہ ہوگا جبکہ وہ اس کو سمجھتا ہی نہیں اور نہ ہی اس کے سمجھنے کی اس میں قابلیت ہے تو یہ صرف زبانی رٹنا ہوگا اور بچہ کے دماغ پر فضول بوجھ اور دوہری محنت ہوگی کہ الفاظ کو بھی پڑھے اور یاد کرے اس کے ساتھ ہی اس کے ترجمہ پر بھی محنت کرے۔

اب اگر ان لوگوں کے مشورہ پر عمل کیا جائے اور بچوں کو قرآن کریم ترجمہ سے پڑھایا جائے تو اس کا انجام یہی ہوگا کہ حفظ قرآن کا دروازہ بند ہو جائے گا قرآن کریم کی حفاظت کے بہت بڑے ذریعہ سے محرومی کے ساتھ حفظ قرآن کریم کے فضائل اور فوائد سے بھی محرومی ہو جائے گی نہ کوئی قرآن کریم کو تراویح میں ختم کرنے والا ملے گا نہ یہ سنت ختم قائم کی جا سکے گی، سرکاری مدارس کے پڑھے ہوئے صرف ناظرہ خوان ملیں گے جو اکثر و بیشتر صحیح پڑھے ہوئے نہیں ہوں گے اور حافظ تو ان سرکاری مدارس میں ہو ہی نہیں سکتے۔



تعلیم حکمت

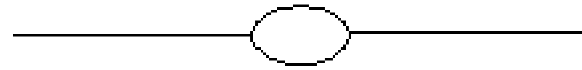
تعلیم کتاب کے ساتھ آپ کے فرائض میں دوسری چیز حکمت بھی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ نے حکمت کی تعریف سنت سے کی ہے جس سے واضح ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ جس طرح معانی قرآن کا سمجھانا اور بتلانا فرض ہے اسی طرح پیغمبرانہ تربیت کے اصول وآداب ان کی تعلیم بھی آپ کے فرائض منصبی میں داخل ہے اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما بعثت معلماً میں تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں جب آپ کا مقصد بعثت معلم ہونا ہے تو اس سے لازم آیا کہ آپ کی امت کا مقصد وجود متعلم ہونا ہے اس لیے بحیثیت مسلمان ہر مرد وعورت کو ایک طالب علم ہونا چاہیے جس کو تعلیمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لگن ہو اگر علوم قرآن وسنت کی مکمل تحصیل اور اس میں مہارت کے لیے ہمت اور فرصت نہ ہو تو کم از کم بقدر ضرورت علم دین حاصل کرنے کی فکر چاہیے۔

تیسرا مقصد تزکیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض میں تیسرا فرض تزکیہ ہے جس کے معنی ہیں ظاہری وباطنی نجاسات سے پاک کرنا، ظاہری نجاست سے تو عام مسلمان واقف ہیں، باطنی نجاسات کفر اور شرک، غیر اللہ پر اعتماد کلی اور اعتقاد فاسد، نیز تکبر وحسد، بغض، حب جاہ اور حب دنیا وغیرہ ہیں، اگر چہ قرآن کریم کی تعلیم میں ان سب چیزوں کا بیان آ گیا ہے لیکن تزکیہ کو الگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جداگانہ فرض قرار دے کر اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا کہ جس طرح محض الفاظ کے سمجھنے سے کوئی فن حاصل نہیں ہوتا اسی طرح نظری وعلمی طور پر فن حاصل ہو جانے سے اس کا استعمال وکمال حاصل نہیں ہوتا جب تک کسی مربی کے زیر نظر اس کی مشق کر کے عادت نہ ڈالے، سلوک وتصوف میں شیخ کامل کی تربیت کا یہی مقام ہے کہ قرآن وسنت میں جن احکام کو عملی طور پر بتلایا گیا ہے ان کی عملی طور پر عادت ڈالی جائے (معارف القرآن)

مدارس دینیہ کا مقصد

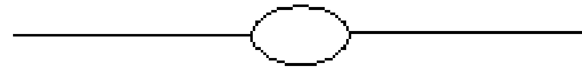
دعاء ابراہیمی میں جن امور کا ذکر فرائض نبوت کے طور پر کیا گیا ہے یعنی تلاوت، تزکیہ



اور تعلیم کتاب وحکمت (جن کی بقدر ضرورت تفصیل اوپر گزر چکی ہے)وہی فرائض ورثۃ الانبیاء کے ہونے ضروری ہیں ۔مدارس دینیہ کا مقصد صرف اور صرف رجال آخرت تیار کرنا ہے جوعلوم نبوت کے حامل بن کران کی ترویج واشاعت کریں اور داعی الی الحق ہوں، دنیاان کا مطمح نظر نہ ہو محض اللہ تعالٰی کی رضاجوئی ان کامقصد وحید ہو،باطل طاقتوں کاحسب استطاعت تحریر وتقریر سے مقابلہ بدعات ومحدثات دین کی حفاظت ،اورآئے دن نئے فتنوں اورملت اسلامیہ پر طاغوتی حملوں سے ملت کومحفوظ رکھنا بس یہ ہے دینی مدارس کااصل مقصود۔

مکاتب اور دینی مدارس کا نصاب تعلیم

دینی مدارس میں پہلے بچوں کوقرآن کریم کے الفاظ کی تعلیم دی جاتی ہے ناظرہ یاحفظ جیسی بھی صورت ہو،اس کے بعد جس طرح بچہ کی عمر بڑھتی جاتی ہے اس کے مطابق اس کی تعلیمی ترقی بھی تدریجاً درجہ بندی سے ساتھ ساتھ ہوتی جاتی ہے، چنانچہ قرآن کریم پڑھنے کے بعد کچھ فارسی پڑھائی جاتی ہے کہ بعض کتابیں جوعربی سیکھنے کے لیے ضروری ہیں وہ فارسی زبان میں ہیں اوربھی اس زبان میں بزرگان دین کی گلستان ،مثنوی شریف مولانا روم وغیرہ کتابیں ہیں جن سے اخلاق فاضلہ کی تعلیم ملتی ہے اورمفید نصائح حاصل ہوتے ہیں پھرعربی صرف ونحو(گرامر) کی تعلیم دی جاتی ہے جب اس کی عمر اور استعداد عربی سمجھنے کے لائق ہوجاتی ہے تو تین سال میں لفظی ترجمہ قرآن کریم کااستاذ پڑھاتا ہے اورقواعد نحووصرف اورلغت عربی کے مطابق ہر ہرلفظ کا ترجمہ بتلاتا ہے اس طرح طالب علم کوعربی کے ہر ہر لفظ کے ترجمہ کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ ترجمہ قرآن کے کون سے لفظ کا ہے اور کیوں ،مثلاً ''یعلمون'' کاترجمہ وہ جانتے ہیں کیوں ہے وہ عمل کرتے ہیں کیوں نہیں ہوسکتا''یعلمون''علم سے بنا ہے اس کے معنٰی جاننے کے ہیں اس لیے''یعلمون'' کے معنٰی بھی وہ جانتے ہیں ہوں گے اورعمل کرتے ہیں ترجمہ ہے یعملون کا کیونکہ یہ عمل سے بنا ہے اوردونوں صیغے جمع مذکر کے ہیں۔یہ ایک ادنیٰ مثال ہے اس طرح قرآن کریم کاترجمہ پڑھایا اور سمجھایا جاتا ہے جویاد رہتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ کس عربی لفظ کا کیا ترجمہ ہے اور کیوں ہے۔

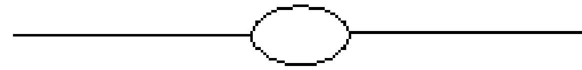


قواعد صرف ونحو اور لغت کے پڑھے بغیر صرف ترجمہ پڑھ لینے اور زبانی یاد کر لینے سے نہ یاد رہ سکتا ہے نہ یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ اس کا ترجمہ کیوں کیا گیا ہے ۔مثلاً اوپر کی مثال میں کوئی شخص یعلمون کا ترجمہ وہ جانتے ہیں کی بجائے وہ کرتے ہیں کرنے لگےتو یہ ترجمہ کارٹا لگانے والا اس کی غلطی کی وجہ نہیں بتلا سکتا اور عربی مدارس کا ادنیٰ طالب علم اس کی غلطی کی وجہ سمجھا سکتا ہے جیسا کہ اوپر گزر رہا ہے،نیز طوطے کی طرح ترجمہ پڑھنے والا یہ شخص کسی لفظ کا ترجمہ اگر بھول جائے اور لکھا ہوا ترجمہ اس کے پاس نہ ہو نہ کوئی بتلانے والا ہوتو اپنی طرف سے نہ معلوم اس کا کیا ترجمہ اپنے ذہن میں بٹھالے گا اور قرآن کریم کی مراد کو کس طرح بگاڑ دے گا اس کا اندازہ آج کل ایسے ہی لوگوں کے آزاد ترجموں سے لگایا جا سکتا ہے ۔

مقصد یہ ہے کہ بچپن میں الفاظ قرآن ہی کو پڑھنا چاہیے اور ترجمہ کے تکلف میں نہیں پڑنا چاہیے اگر کسی لفظ کا ترجمہ غلط یاد ہو گیا تو اس کی غلطی اس پر واضح نہیں ہوسکتی کیونکہ اس کو قواعد عربیت کا علم نہیں ہوتا ،غرضیکہ بغیر ترجمہ پڑھنے کو فضول کام سمجھنا بہت بڑی غلطی اور قرآن کریم کی حفاظت سے روگردانی کے مترادف اور اس کے دینی اور دنیوی فوائد سے محرومی کا باعث ہے ۔

مکاتب قرآنیہ کی ضرورت واہمیت

مذکورہ فطری اور آسان طریقہ کے مطابق قرآن کریم کے حفظ ناظرہ تعلیم کی خدمت مکاتب قرآنیہ کے ذریعہ بحمداللہ ہو رہی ہے اور ہزاروں کی تعداد میں ان مکاتب سے حافظ قرآن اور ناظرہ خوان فارغ ہو رہے ہیں اس طرح مسلمانوں کی دینی ضروریات ان کے ذریعہ پوری ہو رہی ہیں اور حفاظت قرآن کا جو فرض تمام مسلمانوں پر عائد ہے وہ بھی انجام پا رہا ہے ،سرکاری مدارس میں وقت کی قلت اور دوسرے مضامین کی کثرت کی وجہ سے حفظ قرآن کا تو تصور ہی نہیں ہوسکتا عام طور پر ناظرہ تعلیم بھی صحیح نہیں ہوتی اور اکثر معلمین خود صحیح پڑھے ہوئے نہیں ہوتے اس سے بجائے فائدہ کے الٹا مکاتب قرآنیہ کی اہمیت کو گرانے کا مقصد حاصل کیا جا رہا ہے،حالانکہ قرآن کریم کی صحت لفظی کے ساتھ حفاظت قرآن کی جو خدمت یہ مکاتب قرآنیہ انجام دے رہے ہیں اور ان کے ذریعہ سے جو فوائد مسلمانوں کو حاصل ہو رہے ہیں وہ سرکاری مدارس کے



ذریعہ حاصل نہیں کیے جاسکتے تجربہ شاہد ہے۔

مدارس دینیہ میں علوم عصریہ کی پیوند کاری

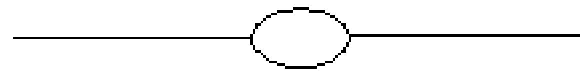
آج کل مدارس دینیہ میں علوم عصریہ کی پیوند کاری پر بڑا زور دیا جارہا ہے حالانکہ امت کی دینی رہبری اور اصلاح کے لیے علوم دینیہ میں ٹھوس استعداد کے علماء تیار کرنے کی ضرورت ہے، اور یہ ایک حقیقت ہے کہ دوسرے علوم میں اشتغال سے اصل مقصد کا فقدان یا کم از کم اس میں اختلال ضرور آئے گا تجربہ اس کا شاہد ہے، ندوۃ العلماء لکھنوء اور جامعہ ملیہ دہلی وغیرہ اس کی قدیم مثالیں سامنے ہیں اور اب پاکستان میں جامعہ عباسیہ بہاول پور وغیرہ تازہ مثال ہے، علوم دینیہ کی قدیم درس گاہوں دارالعلوم، مظاہر العلوم وغیرہ سے جس قدر بلند پایہ علماء تیار ہوئے اور انہوں نے جس قدر امت کی رہنمائی کا کام انجام دیا اس کی مثال دوسرے ممالک اسلامیہ میں بھی نادر اور کمیاب ہے۔ عام طور پر دیکھنے میں آرہا ہے کہ جو لوگ علوم دینیہ کے ساتھ دنیوی علوم وفنون کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں وہ رفتہ رفتہ بعد چندے ان ہی علوم کے ہو رہتے ہیں کیونکہ نوکریوں اور بڑے عہدوں کا لالچ ان کے لیے جاذب ہوتا ہے حب مال اور حب جاہ کا مرض عام طور پر طبائع میں موجود ہوتا ہی ہے۔ اعمال تو درکنار خیالات وافکار تک میں بگاڑ پیدا ہوجاتا ہے اور کم از کم یہ ذہنی فساد تو آہی جاتا ہے علوم عصری کو اولیت اور علوم دینیہ کو ثانوی حیثیت دی جانے لگتی ہے۔

حالانکہ اسلامی تعلیمات میں فکر آخرت کو اولی حیثیت اور فکر دنیا کو ثانوی حیثیت دی گئی ہے قرآن کریم کے واضح اعلانات اور احادیث طیبہ کی ہدایات اس پر شاہد ہیں۔

اس اعتبار سے علوم دینیہ کو مسلمانوں کی زندگی میں اولی حیثیت حاصل ہونی چاہیے، اور جو علوم ذریعہ معاش ہیں انہیں بہر حال ثانوی درجہ پر رکھنا چاہیے، اسلام جائز ذریعہ معاش اختیار کرنے کا مخالف نہیں ہے البتہ اس کو مقصود زندگی بنانے کا مخالف ہے۔

علماء پر الزام

علماء پر یہ بہت بڑا الزام ہے کہ وہ علوم عصریہ یعنی ذریعہ معاش کے مخالف ہیں، کوئی عالم اس کا مخالف نہیں البتہ اس کو مقصود بنا کر علوم دینیہ کو پس پشت ڈالنے یا ثانوی حیثیت دینے کے مخالف ہیں۔



شریعت کی نگاہ میں علم کسے کہتے ہیں

شریعت اسلامی کی نظر میں علم ان معلومات کا نام ہے جس کے ذریعہ آخرت کی کامیابی اوراللہ رب العزت کی رضامندی حاصل ہواور جس کا ثمرہ صاحب علم پر خشیت خداوندی کی صورت میں ظاہر ہو چنانچہ سورۂ زمر آیت ۳۸ میں اس کی وضاحت کردی گئی ہے ۔

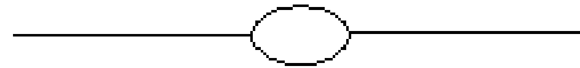
علم کا اطلاق اصطلاحاًاور حقیقۃً صرف ان علوم پر کیا جا سکتا ہے جن کی وراثت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ کر دنیا سے تشریف لے گئے ہیں اسی وجہ سے علماء کو وارثین انبیاء علیہم السلام کا خطاب دیا گیا ہے (مشکوٰۃ)

نصوص قرآن وسنت میں جہاں بھی علم سیکھنے سکھلانے کی ترغیب آئی ہے اس سے علم دین ہی مراد ہے جو آخرت کی کامیابی اورفلاح کا ذریعہ ہے اوراسی خصوصیت کی بناپر اس کی فرضیت کا حکم دیا گیا اور تحصیل کی تاکید کی گئی ہے ۔

ذریعہ معاش

علم دین کے علاوہ جتنے بھی علوم کہلائے جاتے ہیں وہ درحقیقت علم نہیں بلکہ ہنر اور ذریعہ معاش ہیں یعنی ان کا فائدہ صرف دنیا تک محدود ہے آخرت میں وہ علوم علم ہونے کے اعتبار سے قطعاً کسی کام نہیں آئیں گے ۔

شریعت کی نگاہ میں جس طرح تجارت ،صنعت وحرفت ،لوہاری ،بڑھئی کا کام کرنا دنیا کمانے اورکسب معاش کے ذرائع ہیں بعینہ یہی حیثیت ان علوم عصریہ کی بھی ہے جو صرف دنیا کمانے کے لیے پڑھے اور پڑھائے جاتے ہیں اس لیے انہیں علم نہیں ذریعہ معاش اورہنر کہنا چاہیے ۔ان پر حقیقۃً علم کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا علم تو وہی ہے جو دنیا اورآخرت دونوں جگہ علم ہونے کی حیثیت سے کام آئے اور یہ صفت قرآن وحدیث اوراس سے متعلقہ علوم ہی میں پائی جاتی ہے البتہ اگر کسی علم کو قرآن وحدیث سمجھنے کے لیے ذریعہ بنایا جائے یا اخروی نفع کے لیے اس کی تحصیل کا ارادہ کیا جائے تو اسے بھی حقیقی علم کے ساتھ ملحق سمجھا جا سکتا ہے (ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ماہ اکتوبر ۱۹۹۴ء)



مدارس کا تناسب

ہمارے دانشوروں اور صحافیوں کا محبوب مشغلہ دینی مدارس میں جدید علوم داخل کرنے کے لیے شور مچانا ہے حالانکہ دینی مدارس کی تعداد عصری اسکولوں کے مقابلہ میں حد درجہ کم ہے، آبادی کا بمشکل ایک فیصدی دینی مدارس میں پڑھنے آتا ہوگا جبکہ اسکولوں کالجوں میں تقریباً پچیس فیصدی پڑھنے جاتا ہے۔

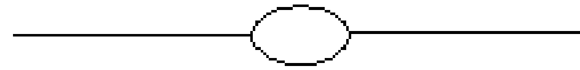
تعجب کی بات ہے کہ اسکولوں میں جانے والی اس اکثریت کے دین وایمان کی فکر کرنے اور ان کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنے کی بجائے جو ایک فیصد طبقہ آخرت کی فکر کرتا ہے اس کا تشخص مٹانے کے لیے طرح طرح کے حربے استعمال کیے جاتے ہیں۔

بریں عقل ودانش بباید گریست

مولویوں کے معاش کی فکر

ہمارے دانشوروں اور صحافیوں کو مولویوں کے معاش کی بڑی فکر رہتی ہے معلوم ہوتا ہے ع سارے مدارس کا درد ہمارے دل میں ہے

اور معاشرہ میں ان کے اعزاز اور بلندی مقام کی خواہش کا بڑھ چڑھ کر تذکرہ کیا جاتا ہے حالانکہ علوم نبوت کے حاملین بڑے سکون واطمینان کے ساتھ دین کی خدمت میں مشغول ہیں اور بقدر ضرورت معاش کا انتظام بھی اپنی مدد آپ کے اصول پر ہو رہا ہے نہ اس میں کسی سفارش کی ضرورت پیش آتی ہے نہ رشوت کی لعنت سے واسطہ پڑتا ہے اور الحمدللہ معاشرہ میں ان حقانی علماء کو خداداد حقیقی عزت وقبولیت کا وہ مقام حاصل ہے جو کسی بڑے سے بڑے مصنوعی عزت والے عہدہ دار کو نصیب نہیں ہوسکتا، کہیں ایسا تو نہیں کہ مخلص علماء دین کی مسلمانوں کے دلوں میں عزت اور ان کے اثر ورسوخ کو مٹانے کے لیے ان کے خلاف یہ تحریک چلائی جارہی ہے اور ان کو اعلیٰ مقصد خدمت دین سے ہٹا کر دنیا کی طرف مائل کیا جارہا ہے تاکہ دین کی وجہ سے جن مسلمانوں کے دلوں میں ان کی عزت ومحبت ہے وہ نہ رہے اور ان کا بھی ان مسٹروں کی صف میں شمار ہونے لگے۔



معاشرہ کا جائزہ

معاشرہ کا جائزہ لے کر دیکھیے کہ اتنے مولوی آپ کو روزگار کی تلاش میں گھومتے ہوئے نہیں ملیں گے جتنے گریجویٹ بے روزگار قدم قدم پر ملیں گے کہ ان کا شمار مشکل ہو جائے گا، اور ایم ۔اے، بی ۔اے کو ٹیچری اور ان کی تعلیم کے مطابق تو نوکری کیا ملتی وہ چپڑاس کی نوکری کے لیے بھی ترس رہے ہیں بلکہ مظاہروں اور جلوسوں کے نکالنے پر مجبور ہو رہے ہیں حالانکہ اس طبقہ کی تعلیم کا مقصد ہی نوکریوں کا حاصل کرنا اور دنیا کمانا ہے۔

اب جب نوکری بھی نہ ملی تو پھر ان کے حسب حال کسی کا یہی قول ہوگا:

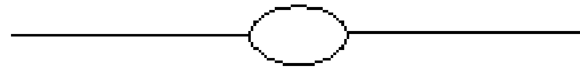
ع نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

جبکہ علماء علوم دینیہ کو روزگار کے لیے نہیں پڑھتے اگر ان کو نوکری نہ ملے تو ان کے لیے یہ کوئی عیب نہیں ہے۔

مدارس کے چندہ سے متعلق حضرت حکیم الامت تھانوی کی رائے گرامی

فرمایا کہ مدارس کے چندوں کے بارہ میں ہمیشہ سے میری رائے یہ ہے کہ زور دے کر اور دباؤ ڈال کر وصول نہ کیے جائیں اور اس طرز کو میں سدا سے ناجائز کہتا تھا لیکن اب اس کے متعلق ایک عجیب تائید تفصیل کے ساتھ قرآن شریف کی آیت سے مل گئی جس پر اس کے قبل کبھی نظر نہ ہوئی تھی وہ یہ ہے کہ چندہ لینے میں ایک سوال کا مرتبہ ہے اور وہ ناجائز ہے اور ایک ترغیب کا مرتبہ ہے اور وہ جائز ہے اور سند اس کی کلام مجید کی اس آیت سے ملتی ہے حق تعالیٰ مذمت سوال میں فرماتے ہیں کہ "لا یسئلون الناس الحافا" اس سے معلوم ہوا کہ سوال نہ کرنا چاہیے، اور دوسری جگہ فرماتے ہیں "ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف" اس لیے چندے میں ترغیب کا مضائقہ نہیں کیونکہ حفاظت دین ضروری امر ہے اور بغیر سلسلہ تعلیم وتعلم ممکن نہیں اور یہ سلسلہ اس وقت عادةً بدوں اعانت نہیں چل سکتا، پس اعانت ایک امر خیر کا مقدمہ اور موقوف علیہ ہے لہٰذا خیر ہے بلکہ ایک امر ضروری کا مقدمہ ہونے کی وجہ سے ضروری ہے۔

پھر فرمایا کہ جس طرح علماء کو دباؤ ڈال کر سوال نہ کرنا چاہیے اسی طرح اہل دنیا کو ترغیب پر

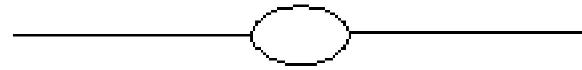


انکار بھی نہ کرنا چاہیے کیونکہ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

انما الحیوٰۃ الدنیا لعب ولھو وان تؤمنوا وتتقوا یؤتکم اجورکم ولا یسئلکم اموالکم ان یسئلکموھا فیحفکم تبخلوا ویخرج اضغانکم ھا نتم ھٰؤلآء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللّٰہ فمنکم من یبخل ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ واللّٰہ الغنی وانتم الفقرآء وان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم۔

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر تم لوگ ایمان لا کر متقی بن جاؤ تو خدا تعالیٰ تم کو اجر بھی دے گا اور تم سے تمہارے مال کا سوال نہ کرے گا کیونکہ اگر تم سے تمہارے مال کا خدا تعالیٰ سوال کرے اور سوال میں مبالغہ بھی کرے تو تم ضرور بخل کروگے اور تمہارے بخل کو یہ سوال ظاہر کردے گا (گویا اڑ کر سوال کرنے کا یہ خاصہ ہے کہ اس پر دینے کو جی نہیں چاہتا اور انسان انکار ہی کر دیتا ہے اور اس طبعی خاصہ کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے ایک گونہ ان لوگوں کو معذور رکھ کر یہ فرما دیا کہ خدا تم سے تمہارے مال کا سوال نہ کرے گا لیکن اس سوال نہ کرنے سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ بالکل چھٹکارا ہو گیا اور اب کوئی بات بھی ہمارے ذمہ نہیں رہی کیونکہ باوجود سوال نہ کرنے کے) اے لوگو! تم کو انفاق فی سبیل اللہ کی دعوت (ترغیب) دی جائے گی (اور تم لوگوں کو جو محبت مال اور دینی بے پروائی ہے اس کے سبب) کچھ لوگ تم میں سے ترغیب دینے میں بخل بھی کریں گے لیکن یہ سمجھ لو کہ وہ لوگ اپنا ہی نقصان کریں گے (کیونکہ اس دینے کا ثواب انہیں کو ملتا اور انہیں کی دینی اور دنیوی ضرورتیں اس سے پوری ہوتیں) خدا (تمہارے مالوں سے) بالکل غنی ہے اور تم (اس کے افضال اور انعامات کے) سراپا محتاج ہو اور (سن رکھو کہ) اگر تم لوگ (اس طرح بھی دینے سے) پھر وگے تو خدا تعالیٰ (تم کو نیست و نابود کر کے) تمہاری جگہ دوسری ایسی قوم پیدا کردے گا کہ وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر اڑ کر سوال کرنے پر انکار کیا جاوے تو چنداں عیب نہیں کیونکہ یہ انسان کا طبعی خاصہ ہے لیکن اگر محض ترغیب پر انکار کیا جاوے تو سخت وبال کا اندیشہ



ہے،اوراس آیت سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ سوال والحاف برا ہےاوردعوت ترغیب حسن ہے۔

(مقالات حکمت مجموعہ ملفوظات حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ ص ۱۰۴)

ملت پر بڑا احسان

مسلمانوں پر قومی حیثیت سے جتنا بڑا احسان مدارس دینیہ کا ہےاورتحریک مدارس نے ملت اسلامیہ کوتحفظ کا جومقام دیا ہے وہ کسی اورتحریک کے حصہ میں نہیں آیا۔

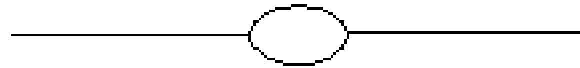
یہ مدارس اگر چہ بظاہر محض علوم اسلامیہ کے محافظ ہیں لیکن درحقیقت تحفظ شریعت کے قلعے اورحفاظت اسلام کی محفوظ چھاؤنیاں ہیں۔

آج برصغیر میں دینی اوراسلامی تبلیغی اوراصلاحی جتنی بھی سرگرمیاں جاری ہیں بظاہر اسباب وہ سب انہی دینی اداروں کی خاموش خدمت کی رہین منت اورانہی کےثمرات ہیں۔

اس ملک میں مسلمانوں کاوجودوبقاء اوراسلامی تعلیمات واقدارکاتحفظ انہی مدارس سے وابستہ ہے بلکہ دنیاکےجس خطہ میں بھی بنیادی دینی تعلیم کےادارےہوں گےوہاں مخالف تیز وتند ہواؤں کے باوجوداسلامی زندگی کے واضح نقوش باقی رہیں گےاورمسلمانوں میں اسلامی شعورزندہ اورتابندہ رہے گا،ان شاءاللہ تعالیٰ و ماذلك علی اللّٰہ بعزیز۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کواخلاص وللّٰہیت کے ساتھ دینی خدمات کے انجام دہی کی توفیق بخشیں اورہمارے لیے دینی مدارس کےاصل مقصودفکرآخرت کے حامل افراد کی تیاری کوملحوظ خاطر رکھنا آسان فرماویں،آمین برحمتک یاارحم الراحمین۔

۴/جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ



مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

سوئے حرم

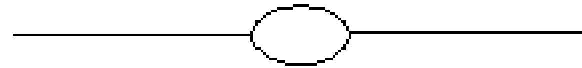
سفر سعادت کی مختصر روئیداد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی وعلی آلہ المجتبی واصحابہ الاتقیاء امابعد:

حق تعالیٰ کے خصوصی انعام اور فضل وکرم سے یہ احقر ناکارہ ۲۲/مارچ ۲۰۱۰ء بمطابق ۵ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ کو ایک مرتبہ پھر حرمین شریفین کے مقدس سفر پر روانہ ہوا، رجب المرجب ۱۴۲۹ھ میں عمرہ کی سعادت کے بعد واپسی پر دوبارہ حاضری کا تقاضا شروع ہوگیا تھا اور وہاں خاص مقامات پر جلد حاضری کی دعائیں بھی کیں تھیں گذشتہ سال ربیع الاوّل کے مہینہ میں حاضری کے لئے شدید تقاضا تھا احقر نے کوشش بھی کی دیگر احباب نے بھی وزٹ ویزا کے لئے کوشش کی اور یقین دلوایا لیکن کافی عرصہ کوشش کے بعد معلوم ہوا کہ اس مرتبہ مقدر میں نہیں ہے اس لئے سفر نہ ہوسکا اس کا طبعی قلق رہا اور شدید خواہش بھی کہ جلد حاضری کی کوئی صورت بن جائے، بظاہر تو اسباب مفقود نظر آرہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ غیب سے اس کے اسباب پیدا ہوگئے اور احقر کو حاضری نصیب ہوگئی۔

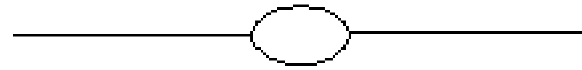
چند روز قبل مدینۃ العلوم سرگودھا حاضری پر برادرم مولانا حبیب اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ سے معلوم ہوا کہ وہ اپنا گروپ لے کر ۱۷/مارچ کو عمرہ پر جارہے ہیں ان کا خیال تھا کہ احقر بھی اس گروپ میں ان کے ساتھ ہی سفر کرے بعض احباب سے مشورہ کے بعد احقر نے ان کے ساتھ ہی سفر پر جانے کا پروگرام بنالیا لیکن پاسپورٹ لاہور تھا، برادرم جناب حافظ قاری عبدالوحید ثنا صاحب نے ٹی سی ایس کے ذریعے پاسپورٹ سرگودھا بھیج دیا احقر نے مولانا حبیب اللہ سلمہ کے حوالے کردیا انہوں نے فوری طور پر کاروان بیت اللہ الصمد کے سربراہ جناب عبدالصمد صاحب کے ہاں جمع کرادیا، احقر چونکہ قافلہ کے بعد شامل ہورہا تھا اس لئے ۱۷/مارچ کو سفر مشکل نظر آرہا تھا تاہم کوشش یہی ہوتی



رہی کہ ۱۷ر کو ہی سفر ہو جائے، جمعۃ المبارک کے روز ۱۱ر مارچ کو اطلاع ملی کہ احقر کا ویزا لگ گیا ہے، حالانکہ احباب نے خدشہ ظاہر کیا تھا کہ شاید ویزا نہ لگ سکے کیونکہ ۲۹ر جون ۲۰۱۰ء کو پاسپورٹ کی مدت ختم ہو رہی ہے جبکہ قانونی طور پر ضروری ہے کہ پاسپورٹ میں سفر سے واپسی کے بھی بعد چھ ماہ باقی ہوں لیکن اس سب کچھ کے باوجود ویزا لگ گیا فللّٰہ الحمد ولہ الشکر اب ٹکٹ کا مرحلہ باقی رہ گیا تھا اس کے بارے میں اطلاع ملی کہ اسلام آباد سے ۱۷ر مارچ کا ہی ٹکٹ بھی ہو گیا لیکن احقر نے جب ٹکٹ کا مطالبہ کیا تو کہا گیا کہ اسلام آباد ائیر پورٹ پر ۱۷ر تاریخ کو ٹکٹ مل جائے گا، احقر اس پر مطمئن ہو گیا اور اسی حساب سے سفر کی تیاری شروع کر دی۔

چنانچہ احقر تمام احباب سے مل کر دعاؤں کے بعد ساہیوال سے ۱۶ر مارچ شام کو سرگودھا پہنچ گیا، عصر کے بعد مولوی حبیب اللہ سلمہ نے اطلاع دی کہ کل ۱۷ر تاریخ کی احقر کی سیٹ کنفرم نہیں ہے اس لئے کل سفر نہیں ہوگا، اس اچانک اطلاع ملنے سے قدرے پریشانی ہوئی لیکن اس خیال سے کہ مولوی صاحب موصوف کا ویزا لگنے کے بعد سفر اکٹھے ہوگا اطمینان رہا ۱۷ر تاریخ کو اس گروپ کے ۲۵ر افراد اسلام آباد سے سفر پر روانہ ہو گئے، ۱۳ر افراد اس میں سے رہ گئے جن میں یہ احقر بھی شامل تھا، اب سیٹ کے لئے کوششیں تیز ہو گئیں اور بالآخر ۲۲ر مارچ کو ہماری سیٹیں لاہور سے کنفرم ہو گئیں، فللّٰہ الحمد ولہ الشکر۔

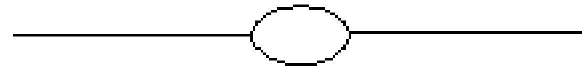
چنانچہ اتوار ۲۱ر مارچ ۲۰۱۰ء ۴ر ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ کو ظہر کے بعد سوا دو بجے ساہیوال سے روانگی ہوئی ساڑھے تین بجے سرگودھا سے لاہور روانہ ہوا چھ بجے شام لاہور ڈائیوو بس کے اڈے سے عزیز مکرم مولوی محمد ابوبکر علوی سلمہ نے وصول کیا مغرب ان کے ہاں بدر مسجد میں ادا کی عشاء دارالعلوم الاسلامیہ کامران بلاک میں پڑھی پھر حضرت مولانا مشرف علی صاحب مدظلہم سے ملاقات اور کافی دیر تک گفتگو رہی، دعاؤں کے ساتھ وہاں سے فارغ ہو کر کرم آباد آ گئے یہاں کھانا ہوا، برادران عبدالعظیم وفہیم سلمہما بھی اس میں شریک ہوئے آخر میں حضرت مولانا شیر محمد صاحب علوی بھی تشریف لے آئے کافی دیر مجلس رہی' دو بجے شب ہمارے گروپ کے باقی حضرات ائیر پورٹ پہنچ گئے احقر بھی اس کے بعد مع مولوی محمد ابوبکر سلمہ ائیر پورٹ کے لئے



روانہ ہوا وہاں سب حضرات سے ملاقات ہوگئی پھر ہم ائیر پورٹ کے اندر پہنچے اور پاسپورٹ ٹکٹ دکھا کر بورڈنگ کارڈ لئے اور سامان بک کرایا، تمام مراحل سے فارغ ہوکر لاؤنج میں آ گئے یہاں احرام کا لباس پہن کر نفل ادا کیے اور فون پر مختلف حضرات سے رابطہ ہوا اور انہیں صورت حال بتائی سب نے اطمینان کا اظہار کیا نماز فجر کا وقت ہوا تو احقر نے جماعت کرائی اس کے بعد جہاز میں سوار ہو گئے۔ عمرہ کے احرام کی نیت احقر نے جہاز اڑنے کے بعد کی چار گھنٹہ کا یہ مبارک سفر بڑی راحت سہولت سے گزرا مطالعہ اور تلبیہ کی کثرت رہی احقر حسب عادت کچھ لکھتا بھی رہا۔

۶ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۲ مارچ ۲۰۱۰ء بروز سوموار

حسب اعلان جہاز جدہ ائیر پورٹ پر سعودیہ کے وقت کے مطابق آٹھ بج کر چالیس منٹ پر اترا اور تمام مسافر بحمداللہ تعالیٰ بخیریت جدہ پہنچے جدہ چونکہ باب الحرم ہے اس لئے سب کو یہاں پہنچ کر بے حد خوشی اور مسرت ہو رہی تھی، احقر اور سفر کے رفقاء جدہ پہنچے ہی تھے کہ پاکستان سے فون کا سلسلہ شروع ہو گیا، گھر سے برخوردار عبدالملک سلمہ نے بھی فون کیا اور خیریت دریافت کی، ائیر پورٹ کے مراحل سے فراغت میں آج بہت کم وقت لگا کیونکہ جس پرواز میں ہم نے سفر کیا یہ صرف معتمرین کے لئے خصوصی پرواز تھی اس لئے اسے الگ ٹرمینل پر اتارا گیا اس لئے فراغت میں دیر نہیں لگی دس بجے لاہور سے عزیزم مولوی ابوبکر علوی سلمہ اور جناب حضرت مولانا مفتی شیر محمد علوی صاحب مدظلہم نے فون پر خیریت دریافت کی اور دعاؤں کے لئے کہا اپنا سامان لے کر جب ہم باہر آئے تو گاڑی تیار تھی متعلقہ حضرات نے ہمارے پاسپورٹ لے کر ہمیں اس میں بٹھادیا اور سامان بھی رکھ لیا ہم خوش ہو رہے تھے کہ اب جلد مکہ معظمہ پہنچ جائیں گے لیکن ع وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے تھوڑی دور جا کر بس رک گئی دوسری بس میں سامان اتار کر رکھ دیا گیا اور ہم بھی اس دوسری بس میں ہی بیٹھ گئے لیکن اس نے چلنے کا نام نہیں لیا ڈرائیور غائب ہو گیا کافی دیر کے بعد کچھ مزید افراد آئے تو یہ بس روانہ ہوئی جو وقت ائیر پورٹ کے مراحل میں صرف ہونے سے بچا اس سے کہیں زائد یہاں لگ گیا اس طرح دو گھنٹے لیٹ مکہ معظمہ پہنچے والامر کلہ بیداللہ سبحانہ و تعالیٰ والخیر فیما وقع بفضل اللہ تعالیٰ،

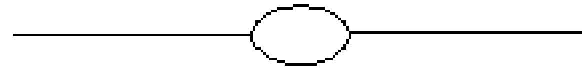


بدایۃ الحرم (جہاں سے حرم کی حدود کا آغاز ہوتا ہے) پر طبعیت کی عجیب کیفیت ہوگئی اور دل وجان سے حق تعالیٰ کا شکرادا کیا کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے یہاں پہنچا دیا ورنہ اس ارضِ مقدس میں حاضری ہم جیسوں کے نصیب اور مقدر میں کہاں، ذلك فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء واللّٰہ ذو الفضل العظیم ۔

مکہ معظّمہ میں عزیزیہ محلّہ میں ماسۃ الاصیل ہوٹل میں ہماری رہائش تھی چنانچہ یہاں سامان اتارا اور ساتویں منزل میں کمرہ ۱۹۰۹ میں قیام ہوا ظہر کی نماز ہم سب پڑھ چکے تھے اس لیے کھانے کا انتظار رہا اسی ہوٹل میں پہلے گروپ کے جناب محمد یونس صاحب اوران کے رفقاء بھی تھے انہوں نے کھانا پیش کیا اور خوب تواضع کی پھر عصر کی نماز ہوئی اور مغرب سے کچھ قبل ہم نے آرام کیا، مغرب کے بعد پھر کھانا ہوا احقر نے اپنے آنے کی اطلاع عزیزم رانا محفوظ الٰہی سلمہ اور عزیز قاری اسامہ رفیق سلمہ کو دی پھر محترم جناب قاری محمد رفیق صاحب مدظلہ نے تفصیلی فون کیا، عشاء کے بعد کچھ دیر کے لئے ہم سب لیٹ گئے رات کو دو بجے حرم میں حاضری اور عمرہ کی تیاری کی اور ڈھائی بجے حرم میں حاضری ہوئی، باب ملک عبدالعزیز سے مسجد الحرام میں داخل ہوئے اور بیت اللہ شریف پر پہلی نظر پڑتے ہی روح و جان میں ایک حلاوت محسوس ہوئی اور عجیب کیفیت طاری ہوگئی خوب دعاؤں کی توفیق ملی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرماویں آمین، جس کمرہ میں ہم ٹھہرے ہوئے تھے کل پانچ ساتھی تھے عمرہ میں بھی سب ہی اکٹھے تھے تہجد کی اذان پر نفل ادا کئے اور سعی کی طواف سے پہلے ہی فارغ ہو چکے تھے سعی کے بعد ساڑھے پانچ بجے فجر کی نماز ادا کی پھر اشراق تک حرم میں رہے اشراق کے بعد حلق کرایا اس طرح ہم عمرہ کے عمل سے مکمل طور پر فارغ ہوئے اور حق تعالیٰ کا شکرادا کیا اللہ تعالیٰ قبول فرماویں اور اس کو ذنوب کے کفارہ اور دفع فقر نیز اپنی رضا اور قرب کا ذریعہ بنائیں، آمین ۔

۷ر ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۳ر مارچ ۲۰۱۰ء بروز منگل

احقر پہلے لکھ چکا ہے کہ فجر کی نماز سے قبل حلق کے علاوہ عمرہ کے سب افعال مکمل ہو چکے تھے اور اشراق کے بعد حلق سے فارغ ہوئے اس کے بعد ہم نے ناشتہ کیا اور پھر اپنی قیام گاہ پر



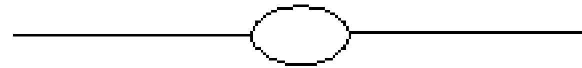
پہنچے یہاں آ کر کچھ دیر آرام کیا برادرم مولانا اشرف علی صاحب نے بھی ہمارے کمرے میں آرام کیا لیکن اس وقت ان سے ملاقات نہ ہوسکی ظہر کی نماز ہم نے آرام کے بعد پڑھی پھر جدہ سے قاری محمد رفیق صاحب کا فون آگیا اور محفوظ سلمہ نے بھی فون کر کے قیام گاہ کا راستہ معلوم کیا، ہم نماز سے فارغ ہوئے تو محفوظ سلمہ اور ان کے ساتھی پہنچ گئے اور کھانا لے کر آئے سب احباب نے مل کر کھانا کھایا اور عصر تک ہم جمع رہے آخر میں برادرم مولانا اشرف علی صاحب اور ان کے بیٹے عزیز مولوی مشرف سلمہ بھی آگئے اس طرح ہم سب مل کر بعد عصر حرم پہونچے وہاں مغرب کی نماز ادا کی اس کے بعد جامعہ اشرفیہ لاہور کے ناظم جناب مولانا ارشد عبید صاحب اور حضرت الاستاذ جناب مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ کے بیٹے برادرم مولانا عتیق الرحمٰن صاحب سے ملاقات ہوئی ان سے قبل حضرت شیخ مسیح الامۃ قدس سرہ کے خلیفہ حضرت شیخ محمد موسیٰ بمبئی مدظلہ سے بھی مصافحہ ہوا عشاء یہیں ادا کی پھر یہ حضرات رخصت ہوئے اور ہم بعد طواف واپس رہائش گاہ پر آگئے۔

آج ظہر کے بعد جامعہ حقانیہ ساہیوال سے مولانا ظفر اللہ صاحب نے فون پر خیریت بتائی اور حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ جناب حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سومرو مدظلہم کی جامعہ حقانیہ میں تشریف آوری کا ذکر بھی کیا۔

۸/ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۴/ مارچ ۲۰۱۰ء بروز بدھ

صبح نماز کے لئے تیاری کر کے حرم میں پہنچے اشراق کے بعد طواف کیا اور پھر وہاں سے واپسی پر مولوی حبیب اللہ سلمہ کے ہمراہ مولد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کا موقع ملا بڑی ہی عجیب کیفیت ہوئی، اگر چہ متعدد مرتبہ مکہ معظّمہ میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی لیکن ابھی تک اس مبارک جگہ کے دیکھنے کا موقع نہیں ملا تھا آج اسے دیکھ کر عجیب تصورات دل ودماغ میں گردش کرتے رہے اور زبان پر بے ساختہ درود شریف جاری ہوگیا۔

ظہر کے لئے حرم میں حاضری ہوئی نماز حطیم کے قریب ادا کی پھر میزاب رحمت کے سامنے برآمدے میں تقریباً ظہر تک ٹھہرے یہاں مولانا عبدالرزاق صاحب مقیم جدہ سے ملاقات ہوئی ان سے پہلی مرتبہ تعارف ہو کر خوشی ہوئی انہوں نے بھی بڑی قدر کی آج چونکہ مدینہ طیبہ کا

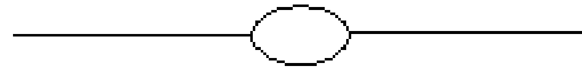


سفر تھا اس لئے ہم نماز وغیرہ سے فراغت کے بعد منزل پر آ گئے کھانا کھایا اور سفر کی تیاری کے تمام مراحل سے گزر کر بس چھ بجے مدینہ منورہ کے مبارک اور سعادت سے بھرپور سفر کے لئے روانہ ہوئی وقتی طور پر اگر چہ بیت اللہ شریف کی جدائی کا صدمہ بھی ہو رہا تھا لیکن روضہ اطہر کے تصور سے اس صدمہ کا علاج اور درماں نظر آ رہا تھا اس لئے عجیب کیفیت تھی احقر نے ''مجلّہ الحقانیہ'' کا ''حج نمبر'' ساتھ رکھ لیا تھا اس میں سے مدینہ طیبہ میں حاضری کے آداب اور اس پر کیف سفر سے متعلق ہدایات پر حضرت ابوالحسن علی ندوی اور حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہما کے مضامین مولوی حبیب اللہ سلمہ کو پڑھ کر سنائے جس سے دل وہاں کی حاضری کے لئے مزید بے قرار اور بے چین ہو گیا اور کسی قدر آداب سفر کی طرف بھی توجہ ہوئی راستہ میں عصر کے وقت میں عصر اور مغرب کے وقت میں مغرب اور عشاء کے وقت میں عشاء با جماعت ادا کی عشاء سے قبل کھانا ہوا اور کچھ دیر احقر نے مسجد میں ہی اس سفر سے متعلق ہدایات دے کر نماز پڑھائی اور پھر سفر کی طرف روانہ ہوئے راستے میں کچھ دیر مطالعہ کیا اور کچھ دیر مدینہ طیبہ کے مبارک خیالات میں گزرا، مدرسہ مظہر العلوم چک نمبر ۹۰ ضلع سرگودھا کے مہتمم عزیز قاری ظہیر سلمہ اور احقر میں اشعار اور نعت کا تبادلہ ہوا احقر کے رفقاء کو نیند آ گئی جبکہ احقر اور مولوی صاحب موصوف ایک لحہ بھی نہ سو سکے دل و دماغ روضہ طیبہ کی زیارت کی طرف لگے رہے اور طریق الہجرہ سے تیز رو بس کے سفر نے ہجرت کے حالات اور واقعات کی طرف متوجہ کر کے عجیب کیفیت پیدا کر دی، بالآخر گیارہ بجے ہم مدینہ طیبہ پہنچے دار الحمد یہ نزد مسجد اجابہ میں رہائش ملی یہ جگہ مسجد نبوی شریف کے قریب ہی ہے صرف دس منٹ کا پیدل سفر ہے کمرے بہت اعلیٰ اور مکیف صاف ستھرے ہیں انتظامات سے فارغ ہوتے ہوتے رات کا ڈیڑھ بج گیا اس لئے کچھ دیر کے لئے لیٹ گئے۔

۹ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۵ مارچ ۲۰۱۰ء بروز جمعرات

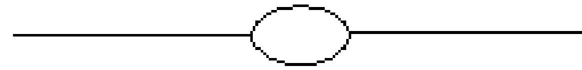
روضہ اطہر پر حاضری کی سعادت

اذان فجر کے وقت بیدار ہوئے تیاری کی اور مسجد شریف حاضری ہوئی نماز جماعت سے ادا کی۔ برادرم مولانا اشرف علی صاحب سے باب السلام پر ملاقات ہوئی پھر ہم نے بارگاہ



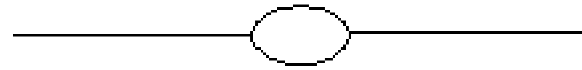
رسالت میں حاضر ہوکر صلوۃ وسلام عرض کرنے کی سعادت حاصل کی حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں بھی سلام عرض کیا پھر اپنی جگہ واپس آ کر اشراق ادا کئے ۔مولوی عثمان سلمہ سرگودھوی متخصص جامعہ حقانیہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے اصرار کرکے ناشتہ کرایا پھر ہم رہائش گاہ پر چلے گئے اور آرام کے بعد ظہر کی تیاری کی اور مسجد میں حاضر ہوئے نماز کے بعد جدہ سے قاری محمد رفیق صاحب نے فون پہ بتایا کہ وہ مسجد نبوی میں پہنچ چکے ہیں چنانچہ ان سے اور عزیزاسامہ سلمہ سے ملاقات ہوئی حضرت اقدس مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم بھی مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہیں فون پر ان سے وقت لے کر ہم سب ان کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ منازل حرم الاندلس میں ٹھہرے ہوئے تھے،حضرت کے بیٹے جناب حضرت مولانا عبیداللہ خالد صاحب مدظلہ اور حضرت کے پوتے بھی ساتھ تھے ۔قاری محمد رفیق صاحب جناب سلیمان موسیٰ صاحب جو جنوبی افریقہ سے آئے ہوئے تھے اور قاری اسامہ رفیق اور یہ احقر ہم سب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت بڑی ہی خندہ پیشانی اور بشاشت سے پیش آئے اور بڑی مسرت کا اظہار فرمایا سب حضرات نے مصافحہ کیا اور بیٹھ گئے حضرت نے چارپائی پر بیٹھنے کا حکم دیا اور کرسی بھی طلب فرمائی تقریباً آدھ گھنٹہ تک بڑی شگفتہ مجلس رہی برادرم مولانا اشرف علی صاحب نے احقر کو فون کیا احقر نے انہیں بھی وہیں بلالیا اور وہ بھی مجلس میں شامل ہوگئے گزشتہ دنوں حضرت مدظلہم کی صحت کافی ناساز ہوگئی تھی دل کا عارضہ لاحق ہونے کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہونا پڑا تاہم حق تعالیٰ نے فضل فرمایا اور صحت عطا فرمادی اس وقت سے خیال تھا کہ خدمت میں حاضری ہو،وفاق المدارس کی شوری کا سالانہ اجلاس بھی اس مرتبہ کراچی میں طے ہوا تھا اس وقت حاضری کا پختہ ارادہ کرلیا تھا مگر عین وقت پر یہ اجلاس حالات کی خرابی کی نظر ہوگیا اس طرح کراچی کا سفر نہ ہوسکا۔یہاں آ کر معلوم ہوا کہ حضرت حرمین کے سفر پر ہیں اس سے بہت خوشی ہوئی اور زیارت کے لئے جناب قاری محمد رفیق صاحب مدظلہ سے عرض کیا وہ جدہ سے مدینہ منورہ حضرت سے ملنے کے لئے آئے اس طرح ہم سب کو ملاقات ہی نہیں کافی دیر تک مجلس میں حاضر رہنے کا موقع بھی نصیب ہوا اور وہ بھی مدینہ منورہ میں فللّٰہ الحمد ولہ الشکر۔

حضرت مدظلہم نے مزاج اور صحت کے متعلق فرمایا کہ بحمداللہ تعالیٰ اب صحت بہتر ہے



اور حق تعالیٰ نے یہاں حاضری کی توفیق عنایت فرمادی حضرت مولانا عبیداللہ خالد صاحب مدظلہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ ان حضرات کی محبت ہے سارا انتظام انہوں نے ہی کیا ہے ہم سب نے حضرت کی صحت اور یہاں حاضری پہ حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور مزید صحت وعافیت نیز درازی عمر کے لئے دعا کی حضرت نے بھی سب کو دعاؤں سے نوازا۔

حضرت نے اپنے گزشتہ مرض کی تفصیل اور صحت کے حالات بھی بتائے احقر کے اس عرض کرنے پر کہ ابھی احقر کا کچھ روز مدینہ منورہ میں قیام رہے گا آپ کچھ نصیحت فرمادیجئے حضرت نے فرمایا کہ آپ تو خود ہی ماشاء اللہ عالم ہیں اور آپ نے ''مجلّہ الحقانیہ'' کا جو ''حج نمبر'' شائع کیا ہے میں نے اس کو الگ کرلیا ہے اس سفر میں اس میں درج ہدایات کو پیش نظر رکھتا ہوں، احقر کو حضرت کے اس جواب سے جہاں بے حد مسرت اور خوشی ہوئی وہیں انتہائی حیرت اور ندامت بھی کہ احقر خود اس نمبر میں مندرج ہدایات کے مطابق عمل نہیں کرپارہا اور حضرت اس کو پیش نظر رکھ رہے ہیں کسی نے سچ کہا ہے کہ ع نہد شاخ پرمیوہ سر بر زمین ۔ حضرت نے فرمایا کہ مدینہ منورہ کی ہر چیز نور ہے اور یہ مرکز ایمانی ہے حضرت نے اپنی اس مجلس میں حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہما کو خواب میں دیکھنے کا واقعہ بھی ذکر فرمایا، حضرت درخواستی رحمہ اللہ کا ذکر آیا تو احقر نے عرض کیا کہ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ نے علامہ ظفر احمد عثمانی قدس سرہ کے حوالے سے بیان فرمایا کہ حضرت عثمانی رحمہ اللہ حضرت درخواستی کو متکلم بالحدیث فرماتے تھے اس پر حضرت بڑے ہی محظوظ ہوئے اور فرمایا کہ یہ بالکل صحیح ہے اور بڑی اچھی توجیہ ہے۔ دوران گفتگو ''کشف الباری'' اور مشکوۃ شریف کی شروحات نیز تفسیر قرآن کریم کا بھی ذکر آیا تو فرمانے لگے کہ اس پر کام ہورہا ہے ''فتاوی محمودیہ'' کے متعلق حضرت مولانا عبیداللہ خالد صاحب زید مجدہم نے فرمایا کہ اس کی مزید پانچ جلدیں پریس میں چلی گئی ہیں جو عنقریب طبع ہوں گی، (بعد میں حضرت مولانا عبیداللہ خالد صاحب سے معلوم ہوا کہ یہ پانچ جلدیں اب طبع ہوچکی ہیں) اس طرح ''فتاوی محمودیہ'' پچیس جلدوں میں مکمل ہوگیا ہے جو ہمارے اکابر کے اردو فتاویٰ میں اس وقت تک سب سے ضخیم مجموعہ ہے۔ حضرت نے حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے تعلق کا بھی ذکر فرمایا اور ان کے فتاویٰ کی تعریف کی۔

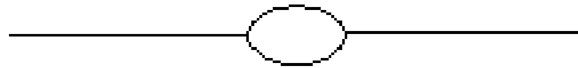


جناب قاری محمد رفیق صاحب جدہ نے بینکاری نظام کے حوالہ سے حضرات علمائے کرام کے مابین پائے جانے والے اختلاف کے متعلق عرض کیا کہ اسے ختم ہونا چاہئے حضرت اس کے لیے سعی فرماویں حضرت نے اس پر فرمایا کہ یہ میرا کام نہیں ہے اور نہ مجھ سے متعلق ہے بلکہ یہ مفتیان کرام کا کام ہے۔احقر نے عرض کیا کہ پہلے بھی علماء کرام کے مابین بہت سے مسائل میں اختلاف ہے اس مسئلہ میں بھی اگر دورائیں ہیں تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔حضرت نے اس پر سکوت فرمایا۔آخر میں احقر کے عرض کرنے پر حضرت نے ہم سب کے لئے دعا فرمائی اور ہم سب مصافحہ کے بعد وہاں سے رخصت ہوئے سب ہی اس مجلس پر بڑے ہی محظوظ اور مسرور تھے حضرت کی خاص شفقت وعنایت اور حضرت مولانا عبیداللہ خالد صاحب مدظلہ کے حسن سلوک کا سب پر ہی گہرا اثر ہوا۔

احقر مولانا اشرف علی صاحب کے ساتھ ان کی قیام گاہ پر چلا گیا اور ہم نے دوپہر کا کھانا وہیں اکٹھے ہی کھایا ان کی اہلیہ محترمہ نے چائے تیار کی اس کے بعد نماز عصر کی تیاری کر کے ہم حرم پہنچے جناب مولانا ارشد عبید صاحب سے بھی ملاقات ہوئی نماز کے بعد شکارپور سے بھائی محمد صدیق شاہ صاحب کا فون آیا ان سے معلوم ہوا کہ ماموں عبدالمجید صاحب انتقال کر گئے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں اور پس ماندگان کو صبر واجر سے نوازیں،شکارپور سے برادرم جناب سید محمد یوسف شاہ صاحب نے بھی کئی مرتبہ رابطہ کیا اور دعاؤں کے لیے کہا،اللہ تعالیٰ ان کے جائز مقاصد کو پورا فرمائیں آمین،مغرب اور عشاء بھی ہم نے حرم میں ادا کی اور اس کے بعد ہم منزل پر آ گئے۔آج عصر کے بعد حضرت مولانا رشید احمد شاہ جمالی صاحب مدظلہ ڈیرہ غازی خان سے بھی ملاقات ہوئی وہ بہت ہی خوش ہوئے اور بڑی دعائیں دیں حضرت موصوف اپنی والدہ صاحبہ اور اہلیہ محترمہ وغیرہ کے ساتھ آئے ہوئے تھے احقر کو بھی ان سے مل کر خوشی ہوئی۔

جمعۃ المبارک ۱۰/ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ ۲۶/مارچ ۲۰۱۰ء

فجر کی نماز ہم نے مسجد شریف میں ہی جماعت سے ادا کی اور اشراق کے بعد سلام عرض کیا،پھر ناشتہ کے بعد رہائش گاہ پر آ گئے اور جمعہ کی تیاری کی احقر عزیز قاری محمد ظہیر صاحب کے ساتھ دس بجے مسجد میں حاضر ہو گیا آج صفہ پر جگہ مل گئی جمعہ وہیں ادا کیا تلاوت کرنے اور درود شریف

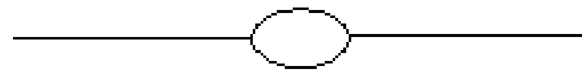


پڑھنے کی توفیق بھی ملی، جمعہ کے بعد واپسی ہوئی کھانے کے بعد پھر عصر کی تیاری کی عصر کے بعد آج بقیع الغرقد میں حاضری دی اور اہل بیت کرام نیز ازواج مطہرات، بنات طاہرات، خلیفہ راشد ذوالنورین سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا، حضرت امام مالک، امام نافع اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اپنے اکابر میں حضرت شیخ مولانا خلیل احمد سہارنپوری، حضرت قاری فتح محمد پانی پتی، حضرت شیخ زکریا کاندھلوی، حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر سب حضرات کو ایصال ثواب کیا۔ بقیع الغرقد کے جدید وقدیم دونوں حصوں میں حاضری ہوئی اور اس کے آخر سے روضہ اطہر کا نظارہ بھی کیا جو بڑا ہی دلفریب معلوم ہوا۔ بقیع الغرقد میں پہلے بھی حاضری ہوئی لیکن آج اس مبارک قبرستان کو آخر تک دیکھنے کا موقع ملا بلاشبہ یہ عجیب وغریب قبرستان ہے جس میں دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدفون ہیں۔ ع دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز

حق تعالیٰ سب کے درجات میں پیہم اضافہ فرماویں اور ہمیں بھی ان کے اخلاص وتقویٰ اور نیکی کا کوئی حصہ نصیب فرمادیں آمین ثم آمین اس کے بعد ہم مسجد میں حاضر ہوئے اور عشاء کے بعد وہاں سے واپسی ہوئی۔ مغرب کے بعد جناب سعید محمد قریشی صاحب سے ملاقات ہوئی وہ عشاء تک ہمراہ رہے نماز عشاء کے بعد ان کے بیٹے مطیع الرحمان سلمہ اور بعض دیگر احباب سے ملاقاتیں ہوئیں۔

آج کا جمعہ توحید کے موضوع پر بڑا ہی فصیح وبلیغ خطبہ تھا جملے اور کلمات مقفٰی اور مسجع تھے اور حضرت الخطیب مدظلہ وحفظہ اللہ تعالیٰ نے بڑے جاندار اور شاندار انداز میں خطبہ پیش فرمایا اور نماز پڑھائی۔ عام طور پر یہاں خطبہ لکھ کر پڑھا جاتا ہے اور یہ خطبہ پہلے حکومت کے مقرر کردہ ذمہ دار حضرات تیار کر کے حرمین شریفین کے ائمہ کو دیتے ہیں اسی کی پابندی کی جاتی ہے جبکہ دیگر اسلامی ممالک بطور خاص پاکستان میں اس کا کوئی تصور نہیں وہاں اس بارہ میں مکمل آزادی ہے۔

عشاء کے بعد رہائش گاہ پر آکر سب ساتھیوں نے قاری بشیر احمد صاحب اور جناب حاجی عبداللطیف صاحب کی طرف سے پیش کردہ دعوت میں شرکت کی اور کافی دیر تک مجلس رہی اس کے بعد بارہ بجے محفل برخاست ہونے پر سب نے آرام کیا۔ عشاء کے بعد گھر فون کرنے پر وہاں کے حالات اور خیریت کا علم ہوا۔



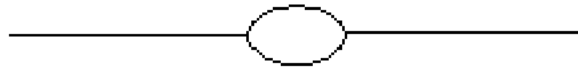
مورخہ ۱۱؍ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ ۲۷؍ مارچ ۲۰۱۰ء بروز ہفتہ

فجر کی نماز حرم نبوی میں حاضر ہو کر ادا کی اور پھر صلوٰۃ وسلام کے لئے مواجہہ شریفہ پر حاضری دی اس کے بعد رہائش گاہ پر آئے ناشتہ کیا آج چونکہ زیارت کے لئے جانے کا ارادہ تھا اس لئے سب حضرات ساڑھے سات بجے تک اپنی منزل سے نیچے پہنچ گئے مگر جس بس میں جانے کا طے تھا اس میں اپنے گروپ کے علاوہ متعدد دیگر حضرات بھی بیٹھ گئے اس لئے ہمارا گروپ اس سے اتر آیا اور دوسرے انتظام اور بس آنے میں دیر ہوگئی بالآخر طے ہوا کہ آج صرف قباء حاضری ہوجائے وہاں جا کر دو نفل ادا کریں تاکہ عمرہ کا ثواب حاصل ہوجائے اکثر حضرات اس کے لئے تیار ہوگئے اور مختلف ویگنوں میں قباء حاضر ہوئے اور وہاں جا کر رکعت ادا کیں اور دعاؤں کے بعد وہاں سے واپسی ہوئی پھر کچھ دیر آرام کے بعد حرم میں حاضری ہوئی نماز کے بعد کھانا ہوا اسی دوران پاکستان سے عم مکرم محترم جناب عبدالعلیم صاحب مدظلہ کا فون آ گیا ان سے سب کی خیریت کا علم ہوا۔

عصر کی نماز حرم میں ادا کی مغرب اور عشاء بھی ،مغرب اور عشاء کے درمیان سعید قریشی صاحب سے ملاقات اور گفتگو کا سلسلہ رہا۔عشاء کے بعد جناب قاری شرافت اللہ صاحب سے ملاقات ہوئی وہ اپنی والدہ محترمہ ہمشیرہ اور بہنوئی مولانا عبدالرشید صاحب اور ان کی والدہ محترمہ کے ساتھ عمرہ کر کے آج مدینہ طیبہ حاضر ہوئے ہیں۔ان سب سے مل کر ہم رہائش گاہ پر واپس آ گئے۔

۱۲؍ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ ۲۸؍ مارچ ۲۰۱۰ء بروز اتوار

صبح نماز کی تیاری کی اور نماز جماعت سے مسجد شریف میں پہنچ کر پڑھی اشراق کے بعد صلوٰۃ وسلام عرض کیا پھر ظہر کے وقت حاضری ہوئی (مولوی حبیب اللہ سلمہ مع احباب کے آج زیارات کے لئے روانہ ہوئے ظہر کے وقت ان کی واپسی ہوئی احقر ان کے ساتھ نہیں گیا) ظہر کے بعد مولانا عبدالرحمٰن کوثر حفظہ اللہ کے ساتھ احقر اور برادرم مولانا اشرف علی صاحب ان کے مکان پر حاضر ہوئے عصر کی اذان تک وہاں قیام رہا مختلف موضوعات پر گفتگو اور مشورے ہوئے دوپہر کا کھانا بھی انہی کے ہاں تناول کیا۔پھر وہ حرم نبوی پہونچا گئے ہم ایلاف طیبہ میں عصر تک ٹھہرے اور مغرب حرم میں ادا کی عشاء بھی وہیں پڑھی اور رات کا کھانا اختر صاحب جو مولوی



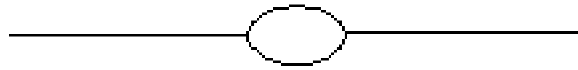
حبیب اللہ سلمہ کے رشتہ دار ہیں نے کھلایا، کھانے کے بعد ہم رہائش گاہ پر آ گئے ۔

مورخہ ۱۳ /ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ ۲۹/ مارچ ۲۰۱۰ ء بروز سوموار

آج بحمداللہ تعالیٰ جلدی آنکھ کھل گئی سنتیں بھی منزل پر ادا کیں پھر جماعت سے نماز حرم میں ادا کی اس کے بعد مولانا احسان الٰہی صاحب کے مدرسہ میں جانا ہوا۔ موصوف خود آ کر ہمیں لے گئے وہاں طلبہ سے بات چیت ہوئی اس کے بعد ناشتہ ہوا اور پھر ہم رہائش گاہ پر آ گئے اور گیارہ بجے تک آرام کیا پھر تیاری کر کے حرم چلے گئے نماز ظہر سے فارغ ہو کر مولانا اشرف صاحب کے ہمراہ ایلاف طیبہ چلے گئے وہاں کھانا کھایا جناب سعید قریشی صاحب کھانا لے آئے تھے پھر ان کا دفتر دیکھا پھر چودھویں منزل کی چھت سے پورے مدینہ منورہ کا نظارہ ہوا جبل احد اور روضۂ اقدس مکمل طور پر نظر آ رہا تھا نیچے اترے تو چائے سے انہوں نے تواضع کی اور ثقیفہ بنی ساعدہ کی جگہ دکھائی اب اس میں باغ ہے آج سے چودہ سو سال قبل اسی جگہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر صحابہ کرام نے بیعت کی تھی ۔ عصر کی نماز حرم میں ادا کی اور عشاء تک یہیں رہنے کا موقع ملا ۔ عشاء کے بعد جناب حضرت مولانا اخلد مدنی صاحب مدظلہ سے ملاقات کی وہ بہت خوش ہوئے اور حضرت اقدس مدنی قدس سرہ کے واقعات سنا کر انہوں نے بہت خوش کیا اس کے بعد ہم نے مطعم راوی میں کھانا کھایا اور حضرت قاری طاہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان سے ملاقات بھی کی ۔

۱۴ /ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ ۳۰ مارچ /۲۰۱۰ ء بروز منگل

صبح فجر کی جماعت میں حرم پہنچ گئے تھے بحمداللہ تعالیٰ اور اشراق تک وہیں رہے بعدہ صلوٰۃ وسلام کے لئے حاضر ہوئے اور باب السلام کے ساتھ قبلہ کی دیوار میں پرنالے کی وہ جگہ بھی دیکھی جو آج تک محفوظ ہے یہ پرنالہ حضرت عباس کے مکان کی چھت پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لگایا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا علم نہ تھا انہوں نے دیگر پرنالوں کے ساتھ اسے بھی گرانے کا حکم دیا اس لیے یہ پرنالہ گرا دیا گیا لیکن حضرت عباس نے جب حضرت عمر کو بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست اقدس سے یہ پرنالہ لگایا تھا تو حضرت عمر فاروق



رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ اسی جگہ اسے قائم کردیا اگر چہ اب وہ پرنالہ نہیں لیکن اس کی جگہ اور نشان قائم ہے اشراق کے بعد ہم نے ناشتہ کیا اور پھر آرام کیا ظہر میں حاضری ہوئی اور پھر واپسی ہوئی جدہ سے جناب قاری رفیق صاحب اور قاری اسامہ رفیق سلمہ کا فون آیا پاکستان بھی فون پر بات ہوئی عصر کے بعد پھر حاضری ہوئی راستہ میں فون پر جامعہ حقانیہ کے مدرس مولانا شمس الدین سلمہ سے بھی بات ہوئی مغرب کے بعد جناب سعید قریشی صاحب سے حرم میں ہی بعض مسائل پر تبادلۂ خیال ہوا عشاء کے بعد سب احباب سے ملاقات ہوئی مغرب سے قبل گھر سے اہلیہ اور برخورداریان اور برخوردار عبدالواسع سلمہ نے فون پر بات کی دعا اور صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے لئے کہا محترم جناب عبدالواحد السید صاحب نے ریاض سے فون پر خیریت دریافت کی اپنی خیریت اور حالات بتائے۔

۱۵/ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ/۳۱/مارچ ۲۰۱۰ء بروز بدھ

صبح اٹھ کر نماز کی تیاری کی مسجد شریف میں حاضر ہو کر سنتیں ادا کیں اور پھر جماعت سے نماز پڑھی اشراق تک یہیں رہے اشراق کے بعد روضہ اطہر پر صلوٰۃ وسلام عرض کیا حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کو بھی سلام عرض کیا کل بچوں نے اور اہلیہ نے فون پر تاکیداً سلام عرض کرنے کا کہا تھا ان سب کا نام لے کر سلام عرض کیا گیا اس کے بعد حق تعالیٰ کے فضل وکرم سے ریاض الجنۃ میں نوافل ادا کئے اور پھر ناشتہ کے بعد منزل پر واپسی ہوئی برادر عزیز عبدالودود سلمہ نے فون کیا اور اپنی خیریت کا بتایا ظہر تک آرام کے بعد حرم میں حاضری ہوئی ظہر کے بعد جناب خالد حسین حال مقیم مدینہ منورہ نے ضیافت کی یہ پنڈی کے رہنے والے ہیں آٹھ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں بڑے نیک اور اہل علم کے قدر دان ہیں، ضیافت بہت پرتکلف تھی اسی دوران ان سے دینی موضوع پر بڑا عمدہ مذاکرہ رہا اس سے جانبین کو خوشی اور مسرت ہوئی اس کے بعد ہم منزل پر آگئے اور پھر نماز عصر کی تیاری کر کے حرم میں پہنچے عصر کے بعد چنیوٹ کے بعض حضرات سے ملاقات ہوئی تقریباً ایک گھنٹہ تک احقران کو مدینہ منورہ اور مسجد کے آداب کے متعلق بتاتا رہا اس ضمن میں روضۂ اقدس پر حاضری کے بعض واقعات بھی انہیں سنائے وہ اس سے بہت ہی متاثر ہوئے مغرب کے بعد جناب سعید قریشی صاحب حسب معمول حرم میں آگئے عشاء تک مجلس رہی عشاء کے بعد صلوٰۃ وسلام عرض کیا اور پھر ہم حضرت مولانا

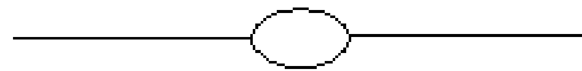
اخلد صاحب مدظلہم کے مکان پر حاضر ہوئے جناب سعید قریشی صاحب مولانا حبیب اللہ سلمہ، قاری شرافت اللہ صاحب، جناب قاری اشرف صاحب، قاری عثمان سلمہ جناب مولانا عبدالرشید صاحب ہم سب وہاں پہنچے تو مولانا اخلد صاحب نے بڑے پرتپاک انداز میں خوش آمدید کہا وہاں کئی علماء کرام پہلے سے موجود تھے ان سے تعارف ہوا۔ پھر ہم نے کھانا کھایا اس میں بہت تکلف تھا اتنے میں حضرت شیخ زکریا قدس سرہ کے خلیفہ حضرت مولانا عبدالمنان صاحب تشریف لے آئے اور محفل جم گئی انہوں نے بہت ہی محظوظ فرمایا احقر کو ایک ٹوپی بھی عنایت فرمائی۔

حضرت مولانا مدظلہم نے جامعہ خیر المدارس سے ۱۳۷۳ھ میں دورہ حدیث شریف کیا وہ چھتیس سال سے یہاں مقیم ہیں حضرت اقدس مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی ہوئی ہے بڑے متواضع اور صاحب علم ہیں۔ قرآن کریم کی آیت یاایھا الذین امنوان جاء کم فاسق بنبأ فتبینوا کے متعلق فرمایا کہ فاسق سے یہاں صحابی مراد نہیں ہے تفسیر مظہری میں اس آیت کے تحت حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام دیکھ کر بہت دل جلا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب عادل ہیں ان کے متعلق اسی آیت میں اولئک ھم الراشدون فرمایا گیا ہے بہرحال سیاق وسباق دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عقبہ مراد نہیں ہیں۔ دوسری آیت کتب اللّٰہ لاغلبن انا ورسلی اور انا لننصر رسلنا پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ بعض اوقات دوسرے لوگوں کو غلبہ ہوا اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی شہید کیا گیا تو پھر ان آیات کا کیا مطلب ہے اس بارہ میں اگرچہ اب تک کوئی واضح چیز سامنے نہیں آئی لیکن اگر دلائل کا غلبہ مراد لیا جائے تو پھر اشکال نہیں رہتا۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنے بزرگوں کے واقعات وحالات بھی سنائے اور یہ مجلس بڑی ہی دلچسپ رہی۔ پھر ہم اپنے میزبان مولانا اخلد صاحب مدظلہ سے مل کر واپس ہوئے اور آرام کیا۔

آج بہت سے حضرات سے فون پر بات ہوئی برخوردار عبدالباسط سلمہ نے بھی فون کر کے بتایا کہ وہ فیصل آباد میں میٹرک کا امتحان دے کر واپس گھر آ چکے ہیں اور سب خیریت ہے۔

۱۶ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ یکم اپریل ۲۰۱۰ء بروز جمعرات

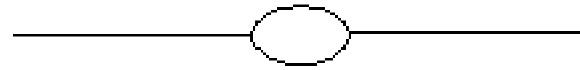
صبح نماز کی تیاری کی اور حرم میں حاضری ہوئی اشراق کے بعد سلام عرض کیا پھر ناشتہ کے بعد



آرام کیا اور ظہر حرم میں ادا کی عصر کے بعد اپنے معمولات پورے کئے مغرب کے بعد جناب سعید قریشی صاحب سے مجلس رہی عشاء کے بعد مزرعہ جناب ملک عبدالوحید میں حاضری ہوئی حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب کے پوتے عزیز مولوی محمد سلمہ کے ہمراہ وہاں جانا ہوا۔ وہاں جب ہم گئے تو اس وقت تو کوئی بھی نہ تھا لیکن رفتہ رفتہ حضرات آتے گئے اور بالآخر ایک جم غفیر ہو گیا پر تکلف کھانا ہوا اور مولانا عبدالوحید صاحب سے کافی دیر تک گفتگو ہوئی ڈیڑھ بجے رات واپسی ہوئی۔

۱۷ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ ۲ راپریل ۲۰۱۰ء بروز جمعۃ المبارک

صبح تیاری کے بعد حاضری ہوئی اشراق کے بعد ناشتہ کیا اور پھر تیاری کر کے ساڑھے نو بجے مسجد شریف میں حاضری ہوئی احقر نے معمولات پورے کئے نماز کا خطبہ حضرت الخطیب حفظہ اللہ نے بہت ہی شاندار دیا کاش مسلمانوں کو اس طرف توجہ ہو اور وہ ان ہدایات پر عمل کر سکیں، آمین۔ انہوں نے سوموار کے دن صلاۃ الاستسقاء (بارش کی طلب کے لیے نماز) کی جماعت کا اعلان بھی سلطان کی طرف سے فرمایا حق تعالیٰ رحمت کی بارشیں عطا فرمائیں آمین۔ جمعہ کے بعد خالد حسین صاحب قدوائی جو جدہ سے تشریف لائے تھے ان سے ملاقات ہوئی انہوں نے بڑی محبت کا اظہار فرمایا اور بڑی دعائیں دیں۔ احقر رجب المرجب ۱۴۱۲ھ میں حضرت اقدس والد ماجد رحمہ اللہ کے ساتھ مدینہ منورہ حاضر ہوا تو اس وقت ہمارا قیام مسجد الخلیل میں تھا جو اب بقیع الغرقد کی توسیع میں آچکی ہے جناب قاری عبداللہ صاحب ہمارے میزبان تھے وہاں چشتیاں کے مولانا شبیر احمد صاحب سے ملاقات ہوئی جو ایک مسجد کے امام تھے انہوں نے اس وقت مدینہ منورہ میں مختلف زیارات کرائیں اور بڑی خدمت کی تھی مگر اس کے بعد ان سے کبھی ملاقات نہ ہو سکی تھی آج جمعہ کے بعد ان سے بھی ملاقات ہوئی وہ احقر سے ملاقات کے خواہشمند تھے تقریبا انیس سال کے بعد اس ملاقات سے جانبین کو مسرت اور خوشی ہوئی انہوں نے دعوت کے لئے اصرار کیا لیکن آج کا وقت بہت پہلے سے ہم جناب سعید محمد قریشی صاحب کے ہاں طے کر چکے تھے اس لئے ان کی فرمائش پوری نہ ہو سکی۔ احقر چونکہ صلوٰۃ وسلام جمعہ سے پہلے ہی عرض کر چکا تھا اس لئے جمعہ کے بعد قاری شرافت اللہ صاحب اور چنیوٹ کے قاری گلزار صاحب مولانا حبیب اللہ سلمہ



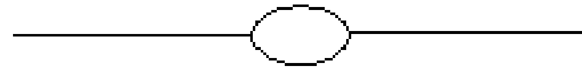
مولوی عثمان سلمہ اور احقر و مولانا رشید احمد صاحب نے مل کر کھانا کھایا اس کے بعد ہم اپنی بلڈنگ پر آ گئے عصر و مغرب و عشاء مسجد نبوی میں ادا کیں مولانا محمد ابو بکر صاحب مدینہ منورہ میں تحفیظ میں کام کرتے ہیں آج بعد عشاء ان سے تفصیلی تعارف اور ملاقات ہوئی دو سال قبل بھی ان سے ملاقات ہوئی تھی ان کے بھائی مولوی عبید الرحمان سلمہ اس وقت ہمارے ہاں جامعہ حقانیہ میں شعبہ تخصص کے سال اول میں زیر تعلیم ہیں کچھ عرصہ پہلے ان کے والد صاحب سے بھی ساہیوال ہی میں ملاقات ہو چکی ہے، انہیں برادر عزیز نعیم ترمذی سلمہ کا سلام پہنچایا اور خیریت بتائی۔

بعد العشاء جناب سعید محمد قریشی کے ہمراہ ان کے گھر پہنچے وہاں مفتی انور شاہ صاحب کے پوتے اور دیگر نوجوان علماء سے ملاقات کی اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے نصاب تعلیم اور حالات پر تبادلہ خیال ہوا اور پھر سب نے مل کر کھانا تناول کیا جو بہت ہی لذیذ اور پر لطف تھا بہت ہی حظ ہوا اس کے بعد ہم اپنی منزل پر آ گئے اور تقریباً ایک بجے کے قریب آرام کیا۔

۱۸ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ ۳ اپریل ۲۰۱۰ء بروز ہفتہ

صبح فجر کی نماز کے لئے مسجد نبوی شریف میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی اشراق کے بعد صلوٰۃ وسلام عرض کر کے ناشتہ کیا اور پھر رہائش گاہ پر آ گئے۔

احقر گیارہ بجے سے قبل مسجد میں دوبارہ حاضر ہوا ریاض الجنۃ میں صبح نوافل ادا کر لئے تھے اس لئے صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے بعد زیادہ وقت پہلی صف میں درود پاک پڑھنے میں گذارا، آج چونکہ مکہ معظمہ کی طرف کوچ کرنا تھا اس لئے زیادہ وقت یہیں گذارا نماز ظہر کے بعد الوداعی سلام عرض کیا اور شیخین مکرمین رضی اللہ عنہما کو بھی سلام عرض کیا حق تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے چند دن مدینہ پاک میں گذارنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین مکرمین رضی اللہ عنہما کی خدمت اقدس میں حاضری کی سعادت سے بہرہ ور فرمایا اس پر بندہ جتنا بھی شکر ادا کرے کم ہے لیکن آخری سلام عرض کرتے وقت اپنی حالت پہ کنٹرول مشکل معلوم ہو رہا تھا اس امید پر رخصت ہوا کہ دوبارہ بھی ضرور اور جلد حاضری کی سعادت بلا استحقاق عطا فرما دی جائے گی اس کے بعد دعا کی اور مسجد شریف سے رخصت ہوا، باب ملک فہد سے نکلتے وقت حالت پہ کنٹرول نہ ہو سکا اور بے اختیار آنسوؤں کا



سیلاب رواں ہو گیا اور دل فرقت وجدائی پر بے حد افسردہ اور مضمحل معلوم ہو رہا تھا بلڈنگ پر آ کر تیاری کی اور تین بج کر دس منٹ پر ہم مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ کے لئے دعائیں پڑھتے اور فراق پر آنسو بہاتے روانہ ہو گئے ذوالحلیفہ پہ رک کر نوافل ادا کیے اور عمرہ کی نیت کی اس کے بعد عصر کی نماز ادا کی سب ساتھی فارغ ہوئے تو بس روانہ ہوئی اب ہم نے تلبیہ پڑھتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھا۔

مکہ معظّمہ میں دوبارہ حاضری

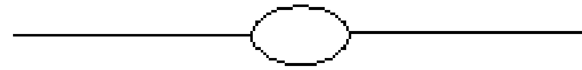
ہماری بس مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ کی طرف بڑی تیزی سے رواں تھی اس طرح ہم مکہ معظّمہ کے قریب ہوتے جا رہے تھے، بڑے عجیب خیالات اور تصورات کے ساتھ سفر طے ہو رہا تھا راستہ میں نعتیں نظمیں بھی ہوتی رہیں، احقر نے بھی بعض نظمیں سنائیں اور مولوی حبیب اللہ سلمہ وقتاً فوقتاً رفقاء سفر اور معتمرین کو مفید ہدایات دیتے رہے مغرب کے وقت نماز کے بعد کھانا کھایا اور ہم دس بجے مکہ معظّمہ پہنچ گئے فللّٰہ الحمد ولہ الشکر۔

قیام شارع ابراہیم خلیل مسفلہ زہرۃ الحرمین میں منزل نمبر ا کمرہ نمبر ۱۰۱ میں ہوا ضروریات سے فارغ ہو کر عشاء کی نماز جماعت سے ادا کی اور پھر تقریباً ڈیڑھ بجے آرام کا وقت ملا۔

۱۹ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ ۴؍اپریل ۲۰۱۰ء بروز اتوار

صبح نماز فجر مسجد الحرام میں ادا کی اشراق تک وہیں رہے۔ پھر ناشتہ کیا اس کے بعد دس بجے طواف کا آغاز کیا بحمدہ تعالیٰ پندرہ منٹ میں طواف مکمل ہوا ساڑھے دس بجے سعی شروع کی ۳۵ منٹ میں وہ بھی مکمل ہوئی اس طرح بڑی آسانی اور جلدی سے عمرہ کا عمل مکمل ہوا، احقر نے اس کا ثواب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو ہدیہ کر دیا اللہ تعالیٰ اس ہدیہ محقرہ کو قبول فرماویں اور احقر ناکارہ کو اتباع سنت کی توفیق دیں اور بروز قیامت آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی شفاعت نصیب فرماویں آمین۔

دوران سعی دو مرتبہ حضرت شیخ مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم کی بھی زیارت ہوئی حضرت کل واپس پاکستان تشریف لے جا رہے ہیں، حضرت کے بیٹے حضرت مولانا عبید اللہ خالد صاحب مدظلہم اور ان کے بیٹے دونوں نے حضرت کو طواف وسعی کرائی۔



ہم نے عمرہ سے فارغ ہو کر حلق کرایا اور پھر رہائش گاہ پر پہنچے ۔کچھ دیر آرام کیا احقر عصر سے قبل دوبارہ حرم میں پہنچ گیا اور پھر عشاء کے بعد واپسی ہوئی ۔

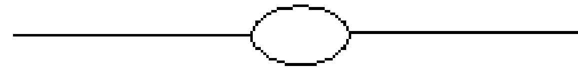
آج سعی کے دوران بھائی سعید جیلانی نے جھنگ سے فون کیا سعی کے بعد ان کا دوبارہ فون آیا اور ان سے بات ہوئی انہوں نے دعاؤں کے لئے کہا اور احقر کی خیریت دریافت کی وہ کئی دنوں سے رابطہ کی کوشش کر رہے تھے لیکن رابطہ میں وہ آج ہی کامیاب ہوئے ۔احقر نے ان کے والدین مکرمین کے لیے،ان کے لیے اور ان کے اہل وعیال کے لئے خصوصیت سے دعائیں کیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں،آمین ۔

۲۰ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ ۵ اپریل ۲۰۱۰ء بروز سوموار

فجر کی نماز کے بعد اشراق تک حرم میں رہے پھر صلوٰۃ الاستقاء میں شرکت کی حضرت الامام نے دو رکعتیں پڑھائیں پھر خطبہ دیا اور دعا کرائی حق تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہمارے گناہوں کو معاف فرمائیں اور رحمت کی بارش عطا فرمائیں آمین بوسیلۃ سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین الیٰ یوم الدین ۔

قاری رفیق صاحب کے فون سے معلوم ہوا کہ وہ حضرت شیخ مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم کو جدہ کے لیے لینے آئے ہیں بعد میں قاری اسامہ رفیق سلمہ نے بتایا کہ حضرت ان کی گاڑی میں جدہ تشریف لے گئے اور آج ہی پاکستان روانہ ہوں گے اللہ تعالیٰ خیریت سے پہنچائیں بعد میں محترم جناب قاری رفیق صاحب مدظلہ نے بھی فون پر یہی تفصیل بتائی ۔

صلوٰۃ الاستقاء کے بعد ہم حرم سے باہر آئے تو ہمارے ایجنٹ عبدالصمد صاحب نے جو پاکستان سے کل ہی مکہ معظمہ پہنچے ہیں ناشتہ کی دعوت دی چنانچہ ہم سب نے پہلے ناشتہ کیا پھر بلڈنگ پر پہنچے اور چائے پی ۔قاری ظہیر، قاری محمد یوسف اور قاری محمد بشیر صاحب بھی ہمارے کمرہ میں آگئے کچھ دیر مجلس رہی پھر آرام کیا ۔ظہر سے قبل مولوی حبیب اللہ سلمہ اور حاجی عبداللطیف صاحب جناب محمد یونس صاحب اور قاری محمد حنیف صاحب جناب عبدالصمد صاحب کے ہمراہ دوبارہ مدینہ طیبہ روانہ ہوگئے ۔احقر حرم چلا گیا ظہر کے بعد واپس آیا پھر عصر کے بعد مغرب سے قبل



حرم حاضر ہوا اور عشاء کے بعد واپسی ہوئی۔ آج عشاء کے بعد کافی دیر تک قاری محمد بشیر صاحب سے اپنی قیام گاہ پر فقہی مسائل پر تبادلہ خیال ہوتا رہا اس لیے ہم نے بارہ بجے کے بعد آرام کیا۔

۲۱/ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ ۶/اپریل ۲۰۱۰ء بروز منگل

فجر میں حاضری ہوئی اشراق کے بعد راستہ میں حاجی منصب وحاجی یامین صاحبان کے ساتھ ناشتہ کیا اور بلڈنگ میں پہنچ گئے کچھ مطالعہ کیا پھر لیٹ گئے ظہر سے قبل مسجد الحرام میں پھر حاضری ہوئی نماز کے بعد احقر واپس آ گیا۔ عصر میں حاضر ہوا اور وہیں معمولات پورے کیے عشاء کے بعد واپسی ہوئی مغرب کے بعد گھر بھی رابطہ ہوا اور خیریت معلوم ہوئی۔

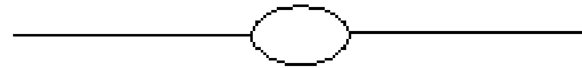
عشاء کا کھانا قاری ظہیر صاحب کے ساتھ اپنے کمرہ میں کھایا پھر مولوی حبیب اللہ سلمہ اور دیگر احباب جو مدینہ منورہ کے سفر پر تھے مکہ معظمہ واپس پہنچے یہ حضرات بدر بھی گئے وہاں کے حالات بھی انہوں نے بتائے۔ راستہ سے بئر روحا کا پانی بھی لیا اور ہم سب کو پلایا سنا ہے کہ ستر انبیاء علیہم السلام نے یہاں سے پانی نوش فرمایا اور اس میں حق تعالیٰ نے قدرتی طور پر شفا رکھی ہے واللہ اعلم۔

قاری ظہیر سلمہ آج غار ثور گئے اور پہاڑ پر پونے دو گھنٹے میں غار تک پہنچے پون گھنٹہ میں واپسی ہوئی بتا رہے تھے کہ غار تک رسائی بہت مشکل ہے احقر کو انہوں نے کہا کہ چونکہ آپ شوگر کے مریض ہیں چڑھائی مشکل ہے اس لئے آپ اوپر نہ جائیں دیگر احباب نے بھی اس کی تصدیق کی احقر کا اس دفعہ پختہ عزم تھا لیکن اس رائے سے کمزوری پیدا ہوگئی اور تا ہنوز اس سعادت سے محرومی ہے لعل اللّٰہ یحدث بعد ذلك امرا۔

۲۲/ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ ۷/اپریل ۲۰۱۰ء بروز بدھ

فجر میں حاضری ہوئی اشراق کے بعد واپسی ہوئی قاری شرافت اللہ صاحب کے ہاں ناشتہ کیا پھر ساڑھے آٹھ بجے بلڈنگ میں پہنچ گیا فون پر گھر بات ہوئی۔ صبح اشراق سے قبل عزیز محفوظ سلمہ نے جدہ سے فون کیا وہ آج تین بجے احقر کو جدہ سے لینے کے لئے آ رہے ہیں آٹھ بجے برادر مولوی عزیز عبد العظیم سلمہ نے لاہور سے فون کیا اور خیریت دریافت کی۔

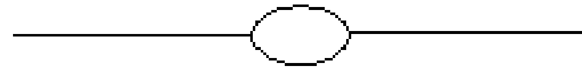
ناشتہ کے بعد احقر بلڈنگ میں آ گیا خیال تھا کہ آرام کریں گے لیکن مولانا بشیر صاحب



قاری یوسف صاحب اور بعض دیگر احباب آ گئے اور ہم سب محو گفتگو ہو گئے بعد میں مولوی حبیب اللہ سلمہ بھی عمرہ سے فارغ ہو کر پہونچے جناب حاجی عبداللطیف صاحب اور جناب عبدالصمد صاحب بھی تشریف لے آئے اور مجلس خوب گرم رہی اس طرح دوپہر کو آرام نہ مل سکا ظہر کے بعد کھانا ہوا پھر بلڈنگ آ گئے اور اب بھی آرام نہ مل سکا حتی کہ عصر کے لئے حرم میں حاضری ہوئی عصر کے بعد عزیز محفوظ سلمہ کے ہمراہ جدہ ان کی رہائش پر جانا ہوا انہوں نے جدہ میں مقیم اپنے بعض احباب کو دعوت دی ہوئی تھی اس میں احقر کی شرکت پر بھی اصرار تھا ادھر جناب قاری محمد رفیق صاحب اور قاری اسامہ رفیق عزیز مولوی معاذ سلمہ کو بھی بطور خاص مدعو کیا ہوا تھا چنانچہ مغرب کے وقت ہم وہاں پہونچے نماز قریبی مسجد میں جماعت سے ادا کی اس کے بعد بعض احباب سے ملاقات ہوئی عشاء کے بعد قاری محمد رفیق صاحب مع فرزندان خود تشریف لے آئے پہلے کھانا ہوا۔ اور پھر پونے بارہ بجے شب تک مختلف موضوعات پر سیر حاصل بحث اور گفتگو ہوئی کھانے میں بڑا تکلف تھا، احباب نے بڑے مزے سے کھایا اس میں مچھلی کے ساتھ جھینگا بھی شامل تھا اس کے بارہ میں ایک صاحب نے سوال کیا تو احقر نے تفصیلی جواب دیا اور فی نفسہ اس کے حلال ہونے کے قول کو راجح قرار دینے کے ساتھ تقوی کے اعتبار سے احتیاط کے لئے بھی کہا اسی طرح نکاح مسیار کے بارہ میں بھی بڑی تفصیلی گفتگو ہوئی یہاں کے علماء کرام اس کے جواز کے قائل ہیں اس بارہ میں احقر کو بعض تفصیلات بتائی گئیں اور مزید تفصیلات مہیا کرنے کا وعدہ کیا گیا۔ جو احباب کھانے میں مدعو تھے وہ کھانے کے بعد رفتہ رفتہ رخصت ہوئے اور ہم پونے بارہ حرم کے لئے جدہ سے روانہ ہوئے ایک بجے مکہ معظمہ پہنچ گئے عزیز محفوظ سلمہ اور جناب محمد اکرم صاحب احقر کو منزل پر پہنچا کر واپس ہوئے احقر نے آ کر ایک بجے کے بعد آرام کیا۔

۲۳ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ ۸ اپریل ۲۰۱۰ء بروز جمعرات

صبح فجر حرم میں ادا کی اور اشراق تک حرم میں رہے اس کے بعد حضرت مولانا عبدالمجید صاحب چوک سرور شہید کے بیٹے مولانا عبید اللہ صاحب کے ہمراہ ہم نے ناشتہ کیا اور بلڈنگ میں پہنچے ظہر کے بعد قاری شرافت اللہ صاحب کے ہاں جانا ہوا عصر کے بعد واپس بلڈنگ پر



آ گئے یہاں ریاض سے آتے ہوئے عزیز محمد اقبال سلمہ سکنہ سکندری سے بھی ملاقات ہوئی اور دیگر احباب سے بھی مغرب ہم نے حرم میں ہی ادا کی اس کے بعد قاری شرافت اللہ صاحب مولانا حبیب اللہ سلمہ جناب قاری گلزار صاحب اور احقر عزیزان مولوی معاذ رفیق ومقداد رفیق سلمہما کے ہمراہ جدہ کے لئے روانہ ہوئے آٹھ دس پر یہاں سے روانہ ہوئے۔ اور سوا گھنٹہ میں جدہ پہنچ گئے عشاء کی نماز ہم نے جماعت سے ادا کی مدعوین حضرات سب تشریف لا چکے تھے فلہذا پہلے تلاوت پھر نعت ہوئی اور اس کے بعد ایک گھنٹہ سے زائد حیاۃ الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے موضوع پر احقر کا بیان ہوا اس کے بعد بعض حضرات نے کچھ سوالات کئے عزیزم مولوی حبیب اللہ سلمہ اور احقر نے جوابات دیے پھر کھانا ہوا اور احقر کی دعا پر یہ اجتماع ختم ہوا سب احباب واپس تشریف لے گئے، تشریف لانے والے حضرات میں سہارنپور، ندوہ اور دیوبند کے فضلاء بھی تھے جن میں حضرت مولانا متین الحق اور مولانا شبیر احمد صاحب قابل ذکر ہیں۔ اس کے بعد جناب عدنان صاحب جو حضرت حکیم اختر صاحب مدظلہم کے خلیفہ مجاز ہیں ان سے کچھ دیر بعض معاملات پر گفتگو ہوئی رات کے تین بجے قاری اسامہ رفیق صاحب کے ہمراہ مکہ معظمہ واپس ہوئے اور فجر کی نماز حرم میں ادا کی۔ آج کی پوری شب اسی پروگرام میں گذر گئی۔ مغرب کے بعد روانگی اور فجر کے وقت واپسی ہوئی مغرب کے بعد گھر فون پر بات ہوئی اور حالات معلوم ہوئے۔

۲۴ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ ۹ اپریل ۲۰۱۰ء بروز جمعۃ المبارک

پہلے لکھ چکا ہوں کہ رات جدہ میں گذری اور فجر ہم نے حرم میں ادا کی اس کے بعد ہم لیٹ گئے دس بجے اٹھ کر جمعہ کی تیاری کی اور حرم میں پہنچ گئے خطیب مکرم نے پندرہ منٹ خطبہ دیا اور نماز پڑھائی مسجد الحرام میں پہلا جمعہ تھا اللہ تعالیٰ پھر بھی یہ نعمت نصیب فرماویں اور قبول فرمالیں۔

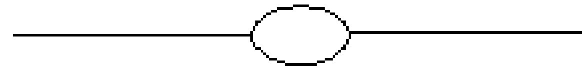
جمعہ کے بعد ہم نے کھانا کھایا خشکی کے مولوی احمد شیر صاحب کے داماد اظہر سلمہ جو جدہ میں ہیں انہوں نے کھانے کا اہتمام کیا جمعہ کے بعد جناب چوہدری اعظم صاحب کے بیٹے عزیز مصطفی سلمہ سے بھی ملاقات ہوئی۔ کھانے کے بعد ہم بلڈنگ آ گئے عصر کی نماز حرم میں پڑھی اور عشاء کے بعد وہاں سے واپسی ہوئی آج چونکہ تھکاوٹ زیادہ تھی اس لئے زیادہ

دیر بیدار نہ رہ سکے بلکہ بہ نسبت پہلے کے جلدی سو گئے۔آج بعد مغرب چچا عبدالعلیم صاحب اور برادرم عبدالغفور صاحب نے پاکستان سے فون کر کے خیریت دریافت کی عشاء کے بعد مکرم جناب عدنان صاحب اور مولانا متین الحق صاحب جو جدہ میں مقیم ہیں اور جدہ میں احقر کے بیان میں بھی وہ شریک تھے ان سے ملاقات اور کافی تفصیلی بات چیت ہوئی۔صبح فجر کے بعد مدینہ منورہ سے مولوی عثمان سلمہ بھی مکہ معظمہ پہنچ گئے تھے ان سے ملاقات ہوئی اور عصر کے بعد احقر نے ان کی خواہش پر انہیں حرم میں مسلسل بالاسود دین کی اجازت دی اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائیں آمین۔

۲۵/ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ ۱۰/اپریل ۲۰۱۰ء بروز ہفتہ

ہمارے گروپ میں تیرہ ساتھی ہیں جبکہ یہی گروپ ۳۷/افراد پر مشتمل تھا لیکن ہم تیرہ ساتھی ان کے ساتھ سفر نہ کر سکے تھے وہ ۱۷مارچ کو آگئے اور ہم ۲۴مارچ کو،آج اس پہلے گروپ کی واپسی تھی۔ ہم ظہر تک حرم میں رہے طواف بھی کیا تلاوت کی توفیق بھی ہوئی۔ظہر کے بعد ہم حرم سے واپس ہوئے اور اس گروپ کو رخصت کیا۔عصر حرم میں ادا کی اور پھر بلڈنگ میں واپسی ہوئی مغرب اور عشاء حرم میں ادا کی۔عشاء کے بعد عزیزیہ میں دعوت تھی وہاں کھانا کھانے کے بعد گیارہ بجے شب واپسی ہوئی۔

قاری محمد رفیق صاحب نے جدہ سے فون کیا احقر نے ان سے فضیلۃ الشیخ جناب حشیم صاحب کا فون لے کر ان سے فون پر بات کی اور کل ان سے ملاقات کا وقت طے کیا جناب محمد عظیم صاحب سے بھی فون پر بات ہوئی قاری اسامہ رفیق صاحب نے بھی فون کیا۔پاکستان سے آج برادرم عبدالصبور صاحب نے بات کی اور خیریت بتائی عبدالودود سلمہ اور نعیم ترمذی سلمہ نے بھی فون کیا مولوی آصف چنیوٹی صاحب سلمہ کا فون بھی آیا برخوردار عبدالباسط سلمہ نے بھی فون پر بات کی سب نے دعاؤں کے لئے کہا احقر سب کے لئے دعا گو ہے حق تعالیٰ قبول فرماویں۔مغرب سے قبل گھر بات ہوئی اور خیریت کا علم ہوا۔آج عشاء کے بعد حرم سے نکلنے سے قبل حضرت حاجی محمد فاروق صاحب مدظلہم کے بیٹے جناب مولانا عبدالباری سلمہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے سکھر آنے کا تقاضہ کیا اور خیریت و حالات دریافت کیے۔بعد المغرب حرم ہی میں مولانا عبیداللہ صاحب ابن حضرت مولانا عبدالمجید صاحب مدظلہ سے مختلف امور پر گفتگو ہوئی انہیں بھی مسلسل بالاسود دین کی



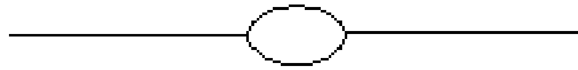
اجازت دی مولوی حبیب اللہ سلمہ نے بھی یہ اجازت حاصل کی احقر نے مسلسل بالمصافحہ کی اجازت بھی مولانا عبید اللہ صاحب کو دی بارك الله لي ولهما آمين۔

۲۶ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ ۱۱ اپریل ۲۰۱۰ء بروز اتوار

فجر میں حرم پہنچے پہلے سنتیں ادا کیں پھر نماز پڑھی اشراق سے قبل تلاوت کی اور پھر اشراق کے وقت نوافل ادا کیے اس کے بعد احقر نے طواف کیا۔آج حق تعالیٰ نے باب کعبہ پر حاضری اور حطیم میں نوافل ادا کرنے کی سعادت بھی عطا فرما دی یہاں سے فارغ ہو کر ہم نے ناشتہ کیا اس کے بعد مدرسہ صولتیہ جبل کعبہ جانا ہوا وہاں کی صورت حال دیکھ کر افسوس ہوا کہ پوری بلڈنگ کو گرایا جا رہا ہے مسجد کے باہر کا حصہ بھی ختم ہو رہا ہے آج مکمل طور پر بجلی بند کر دی گئی عرصہ سے حکومت سعودیہ نے اسے توسیع میں لینے کا اعلان کر دیا تھا اب عملی طور پر کاروائی شروع ہو چکی ہے، یہ صورت حال دیکھ کر بے ساختہ زبان پر یہ مصرعے جاری ہو گئے

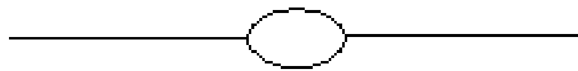
ع عفت الديار محلها ومقامها ع قفا نبك من ذكرى حبيب ومنزل

سوا سو سال تک یہ مدرسہ برصغیر پاک و ہند کے عوام وخواص علماء وصلحاء کا مسکن رہا اور اس نے اس جگہ پر خوب خوب علمی دینی خدمات انجام دیں حرم کے قریب ہونے کی وجہ سے حجاج کو یہاں حاضری میں انتہائی آسانی تھی انہیں یہاں ہر طرح کی راہنمائی ملتی تھی یہ ادارہ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی یادگار ہے اب اس وقت کھنڈرات میں تبدیل کیا جا رہا ہے آئندہ حکومت کا یہاں کیا پروگرام ہے ابھی کچھ پتہ نہیں اس صورت حال پر افسوس ہوا لیکن العالم متغير و كل متغير فهو حادث فالعالم حادث ایک مسلمہ حقیقت ہے یہاں کی ہر چیز فانی ہے کسی کو بھی بقا نہیں كل شيء هالك الا وجهه۔بہر حال ہم نے یہاں جناب سعید صاحب سے مدرسہ صولتیہ کا پتہ معلوم کیا اور پھر ہم وہاں حاضر ہوئے بڑی خوبصورت منزل ہے جو منخر کے نزدیک ''کعکیہ'' میں ہے وہاں فضیلۃ الشیخ المحترم حشیم صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی وہ بڑے پرتپاک انداز میں ملے احقر کے اصرار کے باوجود کھڑے ہو کر معانقہ کیا اور خیریت معلوم کی تقریباً ایک گھنٹہ ان سے نشست رہی مختلف امور پر



تبادلہ خیال ہوا، سلفی حضرات کے بڑھتے ہوئے ریلے سے وہ کافی متاثر ہیں آنے والے حضرات کو بھی اس طرف خصوصی طور پہ متوجہ فرماتے رہتے ہیں ان کا خیال ہے کہ اس سلسلہ میں پاکستان، بنگلہ دیش اور ہندوستان کے معزز علماء کرام کو وفد بنا کر مملکت کے متعلقہ افراد کو مل کر انہیں صحیح صورت حال سے آگاہ کرنا چاہیے مدرسہ صولتیہ کے انتقال اور نئی عمارت کے بارہ میں بھی گفتگو ہوئی۔ ''مجلّہ الحقانیہ'' کے بارہ میں فرمایا کہ وہ باقاعدگی سے مل رہا ہے منیٰ مزدلفہ کے مکہ مکرمہ سے الحاق پر بھی بات ہوئی ان کا کہنا یہی ہے کہ منیٰ کے مکہ معظمہ سے الحاق میں اب کوئی شبہ نہیں ہے احقر نے کہا کہ میں نے بھی پوری صورت حال کو سامنے رکھ کر اب الحاق کا فتویٰ جاری کر دیا ہے جو ''مجلّہ الحقانیہ'' میں شائع ہو چکا ہے، کچھ عرصہ قبل ملک عبداللہ حفظہ اللہ کی موجودگی میں ضیوف کے ایک وفد میں حضرت مولانا ارشد مدنی مدظلہ نے حضرات علماء دیوبند کی طرف سے جو نمائندہ تقریر فرمائی اس پر انہوں نے خوشی کا اظہار کیا اور اس تقریر کو بہت سراہا ان کا خیال تھا کہ مولانا کو تقریر کے بعد سب حضرات سے ملنا ضروری تھا اس کا بہت اچھا اثر ہوتا لیکن وہ کسی عذر سے تقریر کے فوراً بعد ہی وہاں سے تشریف لے گئے، غیر مقلدین کی حرمین درس کے حوالے سے جو پالیسی چل رہی ہے اس پر انہوں نے تشویش کا اظہار کیا انہیں اس بات پر بھی شکوہ ہے کہ برصغیر کے علماء کرام کو اپنی تالیفات وتصنیفات سعودیہ میں بھیجنی چاہئیں اس سے ان کی خدمات کا یہاں کے حضرات کو علم رہے گا اور اس سے دوسرے حضرات کے پروپیگنڈہ کا اثر کم ہوگا غیر مقلدین کے رد میں ہمارے حضرات نے جو کچھ لکھا ہے اور مختلف جرائد ورسائل میں شائع ہوا ضرورت ہے کہ اس کو کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔ انہوں نے واپسی پر ہمیں کئی کتابیں بھی دیں اور بڑی شفقت وعنایت کا معاملہ فرمایا۔ جزاھم اللّٰہ تعالی خیرا۔ ہم نے ظہر حرم میں ادا کی پھر کھانا کھایا عصر میں حرم گئے وہاں عزیز محفوظ اور اکرم صاحب سے ملاقات ہوئی مغرب اور عشاء وہیں ادا کی عشاء کے بعد قاری رفیق صاحب اور قاری اسامہ رفیق صاحب جدہ سے کھانا لے کر آ گئے کھانے کے بعد کافی دیر گفتگو رہی اور پھر وہ حضرات رخصت ہوئے۔

۲۷ / ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ ۱۲ / اپریل ۲۰۱۰ء بروز سوموار

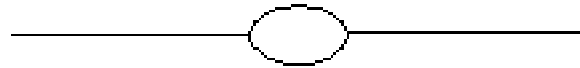


فجر اور اشراق مسجد میں ادا کی اس کے بعد ناشتہ کیا اور پھر بلڈنگ میں آ گئے گیارہ بجے دوبارہ احقر حرم میں حاضر ہو گیا ظہر کے بعد کھانا کھایا اور پھر رہائش گاہ پر واپسی ہوئی عصر کی تیاری کی اور حرم پہنچ گیا عصر کے بعد ہندوستان ضلع سہارنپور کے ایک مولوی صاحب سے ملاقات ہوئی جواب دہلی میں پڑھا رہے ہیں اور ان کے بھائی سہارنپور مظاہر العلوم میں مدرس ہیں ان سے مختلف حالات پر کافی تبادلہ خیال ہوا عشاء تک اپنے معمولات میں رہے مغرب حسب سابق شیخ عبدالرحمٰن السدیس حفظہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی سورۃ ہود کا آخری رکوع تلاوت کیا جبکہ عشاء کی نماز میں امام صاحب نے سورۃ زمر کا آخری حصہ تلاوت فرمایا عشاء کے بعد حضرت مولانا خدا بخش صاحب مدرس مدرسہ شرف الاسلام چوک سرورشہید اور مولوی عبیداللہ صاحب سے ملاقات اور بعض مسائل پر گفتگو ہوئی اس کے بعد رہائش گاہ پر آ کر کھانا کھایا۔

آج ظہر کے بعد جناب قاری محمد رفیق صاحب رحیمی حفظہ اللہ تعالیٰ کا تفصیلی فون آیا انہوں نے اپنے گھریلو حالات کے حوالہ سے بات کی اور دعا کے لئے بطور خاص فرمائش کی۔ ظہر سے قبل گھر فون پر بات ہوئی اور حالات معلوم ہوئے برخوردار عبدالقدیر سلمہ کا سہ ماہی امتحان مکمل ہوا وہ آج دارالعلوم کبیروالا سے گھر پہنچ گئے ہیں۔ احقر نے مولوی ابوبکر علوی سلمہ سے فون پر بات کر کے ۱۴؍اپریل کے پروگرام کے متعلق انہیں بتایا۔

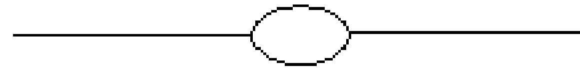
مورخہ ۲۸؍ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ ۱۳؍اپریل ۲۰۱۰ء بروز منگل

صبح تہجد کے وقت حرم میں حاضری ہوئی نوافل ادا کیے اور تلاوت کی نماز کے بعد بھی اشراق تک تلاوت ہوئی بحمد اللہ تعالیٰ آج حرم میں قرآن کریم مکمل ہوا اشراق کے بعد مولانا خدا بخش صاحب مدرس مدرسہ شرف الاسلام چوک سرورشہید اور مولوی عبیداللہ مولوی حبیب اللہ سلمہ سے کافی دیر گفتگو رہی پھر ہم سب کو مولوی عبیداللہ صاحب نے ناشتہ کرایا اس کے بعد ہم حرم میں حاضر ہوئے اور آخری طواف کیا حطیم میں نوافل ادا کئے اور دعائیں کیں آیت قرآنی ان الذی فرض علیك القرآن لرادك الی معاد اور کچھ نام غلاف کعبہ پر لکھے اس سے قبل باب کعبہ پر حاضری دی اور دعائیں کیں پھر باچشم تر دس بجے حرم سے رخصت ہوئے آخری زیارت باب عبدالعزیز سے



کی اور دعاوذکر کے بعد احقر منزل پر پہنچ گیا جدہ سے قاری محمد رفیق صاحب مدظلہ نے اپنے بیٹے طلحہ سلمہ اور عزیز مقداد کو لینے کے لئے بھیجا تھا وہ گاڑی لے کر پہنچ گئے سامان اس میں رکھا اور اب تقریبا سوا گیارہ بجے مکہ معظّمہ سے جدہ کے لئے روانہ ہورہے ہیں حق تعالی پھر جلد از جلد اپنی رحمت سے دوبارہ مقبول حاضری نصیب فرمائے اور یہاں حاضری میں جو کوتاہیاں ہوئیں انہیں معاف فرمائیں اور جو دعائیں کیں ان سب کو سب کے حق میں قبول فرماویں آمین یارب العالمین۔

ظہر کی نماز جدہ حی الصفا میں قاری رفیق صاحب کے ہاں ادا کی۔ظہر کے بعد مرحوم محمد یامین تیلی کی تعزیت کے لئے قاری محمد رفیق صاحب ان کے گھر لے گئے ان کے بیٹے سے ملاقات ہوئی وہاں سے واپسی پر قاری صاحب موصوف کے ہاں کھانا ہوا اس میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مدظلہ فاضل سہارنپور، جناب منصور علی خان صاحب مدظلہ، جناب خالد قدوائی صاحب ،جناب عدنان صاحب، وغیرہ مدعو تھے ان سے خوب مجلس رہی احقر نے بھی اپنی معروضات پیش کیں یہ سب حضرات بہت خوش ہوئے اور احقر کو دعاؤں سے نوازا عصر کے بعد سب حضرات واپس تشریف لے گئے احقر جناب ضیاءالدین صاحب مرحوم کی تعزیت کے لئے قاری رفیق صاحب اوران کے بیٹے قاری اسامہ رفیق صاحب کے ساتھ ان کے گھر چلا گیا ان کے بیٹے عادل سے تفصیلی ملاقات ہوئی وہاں سے واپس آئے تو محفوظ سلمہ اوران کے بھائی محمد اکرم صاحب اوران کے دوسرے دوست محمد اکرم صاحب پہنچے ہوئے تھے انہوں نے سامان صحیح کیا پھر ہم نے مغرب پڑھی اور ائیرپورٹ کی طرف روانہ ہوئے معاذ سلمہ گاڑی چلا رہے تھے قاری محمد رفیق صاحب ہمراہ تھے اپنے گروپ کے تیرہ افراد کا انہوں نے کھانا بھی تیار کیا ہوا تھا وہ چاہ رہے تھے کہ سفر سے قبل سب کی ضیافت ہوجائے لیکن ہم کافی تاخیر سے پہنچے اور مزید مغالطہ اس سے ہوا کہ ہم حج ٹرمینل پہنچ گئے ،بہر حال جب انٹرنیشنل ائیرپورٹ پہنچے تو سب ساتھی کافی انتظار کرکے جاچکے تھے صرف مولوی حبیب اللہ سلمہ موجود تھے ہم دونوں نے اپنا سامان بک کرایا اور تمام مراحل سے گزر کر لاونج میں پہنچے اس وقت تقریبا پندرہ منٹ جہاز کی روانگی میں باقی تھے لیکن معلوم ہوا کہ جہاز لیٹ ہے ہم نے بڑے اطمینان سے نماز ادا کی جہاز وہاں کے ٹائم



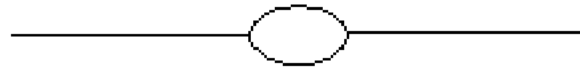
کے مطابق بارہ بجے روانہ ہوا اور ہم پاکستانی ٹائم کے مطابق بحمد اللہ تعالیٰ چھ بجے لاہور پہنچ گئے، یہاں دو گھنٹے مزید لگے مولوی ابوبکر علوی عزیزان عبدالناصر، عبدالملک برادران عبدالعظیم، محمد فہیم سلمہم پہلے سے منتظر تھے آج مولانا شیر محمد صاحب علوی مدظلہم بھی عمرہ کے لئے تشریف لے جارہے تھے اور انہوں نے بھی ابھی ائیر پورٹ پر پہنچنا تھا اس لئے ان کا انتظار کیا اور ان سے ملاقات اور دعاؤں کا کہہ کر ہم وہاں سے رخصت ہوئے کرم آباد پہنچ کر ناشتہ کیا اور پھر آرام کیا۔ ساہی وال سے عبدالودود سلمہ اور برخورداران عبدالباسط عبدالقدیر سلمہما پہنچ چکے تھے بعد میں معلوم ہوا کہ برادر عزیز محمد سلیم شاہ ترمذی سلمہ بھی آچکے ہیں۔

ظہر کے بعد مولانا شیر محمد صاحب سیٹ کینسل ہونے کی وجہ سے واپس گھر آگئے اب ان کی روانگی کل ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ، ہماری زمزم کی کینیں چونکہ گم ہوگئی تھیں ہم نے دفتر میں اس کی اطلاع کر کے اپنا فون نمبر لکھوادیا تھا انہوں نے اطلاع کی تو عبدالودود سلمہ مولوی ابوبکر اور عبدالباسط سلمہ زمزم وصول کر کے لائے عصر کے بعد احقر حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ بہت خوش ہوئے اور عجوہ سے تواضع فرمائی مغرب تک احقر وہیں رہا مغرب کے بعد ساہیوال کے لئے روانگی ہوئی سوا دس بجے بخیریت ہم ساہیوال گھر پہنچے جناب چچا عبدالعلیم صاحب برادران مولانا عبدالصبور صاحب، عبدالغفور صاحب، اور جامعہ حقانیہ کے اساتذہ کرام مولانا ظفر اللہ صاحب، مولانا امام دین صاحب اور مولوی محمد آصف چنیوٹی سلمہ کے علاوہ دیگر سب حضرات خصوصا برادرم سعید احمد صاحب گیلانی جھنگ سے ملاقات ہوئی اور پھر سب نے کھانا بھی اکٹھے کھایا تمام اہل خانہ خصوصا بچوں نے اپنے انداز میں خوشی کا اظہار کیا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس سفر کو مبارک فرماویں اور قبول کریں آمین اور بار بار یہ سعادت عطا فرمائیں۔

مشرف گرچہ شد جامی زلطفش   خدایا ایں کرم بارے دگر کن

آمین ثم آمین۔

۲۹/ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ یوم الخمیس



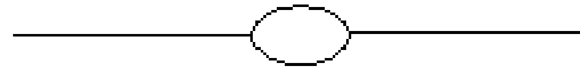
یادرفتگاں

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

شیخ الحدیث حضرت مولانا شریف اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ

مؤرخہ ۲۷ / رجب المرجب ۱۴۳۱ھ بمطابق ۱۰ / جولائی ۲۰۱۰ء بروز ہفتہ بعد عشاء احقر گھر سے جامعہ حقانیہ حاضر ہوا تو برخوردار مولوی سید عبدالملک ترمذی سلمہ نے اطلاع دی کہ رحیم یار خان کے بزرگ حضرت مولانا محمد شریف اللہ صاحب انتقال فرما گئے ہیں ان کا جنازہ آج رات گیارہ بجے ادا کیا جائے گا، پہلے سے حضرت مولانا کی علالت کی اطلاع نہ تھی اس لیے اس خبر سے عجیب حیرانگی ہوئی مگر بعد میں تحقیق سے تصدیق ہوگئی انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ، اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائیں اور پسماندگان کو صبر واجر سے نوازیں، آمین ۔ ساہیوال سے چونکہ رحیم یار خان کی مسافت بہت زیادہ ہے جنازہ میں پہنچنا ممکن نہ تھا اس لیے اس سے بھی محرومی رہی ۔

حضرت مولانا محمد شریف اللہ صاحب جامعہ عربیہ اسلامیہ شمس العلوم ضلع رحیم یار خان کے بانی اور سرپرست و شیخ الحدیث و شیخ التفسیر تھے اور قدیم علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، ان کا خاندان مولویوں کا خاندان کہلاتا تھا، جو کئی سو سال سے دین کی خدمت میں مصروف چلا آ رہا ہے ،حضرت خود بھی اسی خاندان کی چشم و چراغ بلکہ ماہتاب و آفتاب تھے ،علم دین کی تکمیل کے بعد آپ نے ساری عمر دین کی خدمت کی اور ہزاروں علماء نے آپ سے اکتساب فیض کیا ،صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ دوسری دنیا میں بھی آپ کے تلامذہ موجود ہیں، آپ کے قائم کردہ دینی ادارہ اور آپ کی صالح و نیک اور عالم فاضل اولاد آپ کے لیے بہترین صدقہ جاریہ ہیں ۔اسی طرح علم حدیث و تفسیر پر آپ کی تصانیف بھی آپ کے باقیات صالحات میں ہمیشہ شمار ہوتی رہیں گی ۔ تمام تر فضل و کمال کے باوجود انتہائی تواضع سادگی تقویٰ للّٰہیت اور خشیت آپ کا طرہ امتیاز تھا، جو شخص بھی آپ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوتا آپ بے حد شفقت سے پیش آتے اور خوب دعاؤں سے نوازتے ،حدیث پاک میں چونکہ آپ کی سند عالی تھی اس لیے دور دور سے حضرات اہل علم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ،آپ اجازت حدیث اور خصوصی دعاؤں سے نوازتے



اور اپنی کتب عالیہ بھی عطا فرماتے اور ساتھ ہی قیمتی ارشادات سے بھی مستفید فرماتے ۔احقر بھی گزشتہ سال ربیع الاول ۱۴۳۰ھ میں ضلع رحیم یارخان آپ کے ادارہ میں حاضر ہوا تو بڑی شفقت وعنایت فرمائی ،اجازت حدیث کے ساتھ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے بعض خاص انعامات سے بھی مطلع فرمایا اور خصوصی دعاؤں سے نوازا۔اس دن آپ کے پوتے کا ولیمہ تھا اس میں شرکت کے لیے اصرار فرمایا چنانچہ احقر مع رفقاء اس میں شریک ہو کر دعا کے بعد واپس ہوا۔

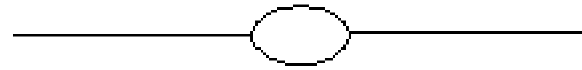
برخورداران عبدالناصر وعبدالملک سلمہما گزشتہ سال جامعہ دارالعلوم کراچی سے دورۂ حدیث شریف سے فارغ ہوئے احقر کا خیال تھا کہ وہ بھی حضرت سے اجازت حدیث حاصل کرلیں یہ دونوں اپنے دیگر احباب کے ساتھ پروگرام بناتے رہے لیکن ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ والا معاملہ ہوا ۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدظلہم اور دیگر احباب کو آپ کے مشن کی تکمیل کی توفیق دیں ،آمین۔

حضرت مولانا قاضی عبداللطیف کلاچی رحمہ اللہ تعالیٰ

جامعہ حقانیہ کے سالانہ جلسہ پر حضرت الاستاذ مولانا صالح محمد قریشی دامت برکاتہم تشریف لائے تو انہوں نے بتایا کہ کلاچی کے بزرگ حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب انتقال فرما گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون ۔احقر کو اس سے قبل اس حادثہ کا علم نہ تھا اس لیے اس خبر سے افسوس ہوا، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں اور پسماندگان کو صبر اور اجر عطا فرمائیں، آمین۔

کچھ دن قبل اس خاندان کے چشم وچراغ حضرت قاضی عبدالحلیم صاحب رحمہ اللہ کا حادثۂ وفات پیش آچکا تھا،اب حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی وفات سے جو صدمہ اس خاندان کو پہنچا اس کا اندازہ دوسرے حضرات کو یقیناً مشکل ہے۔

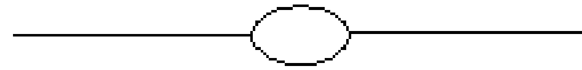
احقر کا خیال تھا کہ کلاچی حاضر ہو کر ان دونوں حضرات کے پسماندگان سے تعزیت کروں،اس لیے حضرت قاضی صاحبؒ کی وفات پر تعزیتی خط بھی نہ لکھ سکا ۔چنانچہ چند دن قبل



تترخیل، ڈیرہ اسماعیل خان، موسیٰ زئی وغیرہ کا سفر ہوا تو حضرت الاستاذ مولانا صالح محمد صاحب مدظلہم، مولانا ظفر اللہ صاحب اور برخورداران مولوی عبدالناصر و مولوی عبدالملک سلمہما کے ہمراہ کلاچی حاضری کا موقع بھی ملا اور دونوں حضرات کی وفات پر تعزیت کی مخدوم و مکرم حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب مدظلہم کے علاوہ حضرت قاضی عبداللطیف صاحب کے فرزندان گرامی حضرت مولانا نصیرالدین صاحب، مولانا معین الدین صاحب اور جناب برادرم مولانا قاضی نسیم صاحب زیدمجدہم سے ملاقاتیں ہوئیں اور مرحومین کے بارہ میں تذکرے چلتے رہے۔ حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب دامت برکاتہم نے ہمیں بڑی دعاؤں سے نوازا اور جامعہ سراج العلوم سرگودھا میں طالب علمی اور پھر ساہیوال جامعہ حقانیہ میں اپنی تشریف آوری کے تذکرہ کے ساتھ دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث پڑھنے کے زمانہ میں تھانہ بھون حاضری کے واقعہ کا بھی تذکرہ فرمایا۔

گوناگوں صدمات اور ضعف پیری کے باوجود آپ کے صبر و استقامت اور رضا بالقضا کو دیکھ کر سب حاضرین کی طبیعت پر بے حد اثر ہوا۔ حق تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائیں اور حضرت قاضی صاحب مدظلہم کو صحت و عافیت کے ساتھ تادیر سلامت رکھیں، آمین۔

حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور جید عالم دین اور رہنما تھے، آپ ہمیشہ اپنے اسلاف و اکابر کے طرز پر دینی، علمی سیاسی خدمات میں مصروف رہے سیاسی حوالہ سے آپ کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ تواضع، حلم، بردباری اور مہمان نوازی آپ کے خاص اوصاف تھے، احقر کچھ عرصہ قبل ۱۴۲۷ھ میں کلاچی حاضر ہوا تو مولانا مرحوم نے بڑے اصرار سے اپنے ہاں بلا کر ناشتہ کرایا اور دیر تک بزرگوں کے واقعات و حالات سناتے رہے، گزشتہ ایک سال سے آپ صاحب فراش تھے بالآخر ۱۳؍ جولائی ۲۰۱۰ء منگل کے روز انتقال فرماگئے، انا للّٰہ و انا الیہ راجعون اللھم اغفرلہ وارحمہ وادخلہ الجنۃ مع الابرار یاعزیز یاغفار، آمین۔



فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

امداد السائل فی الاحکام والمسائل

عذاب قبر سے متعلق مؤلف جواہر القرآن کا مسلک

الاستفتاء: مخدوم ومحترم ومکرم حضرت مولانا عبدالشکور صاحب ترمذی دام ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا کرے مزاج گرامی بعافیت ہوں۔

فیصل آباد کی ملاقات میں آنجناب نے بتایا تھا کہ مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ تھا کہ عذاب قبر ثابت نہیں ہے۔جس پر احقر کو بہت تعجب ہوا، دورہ کے بعض طلبہ نے اس کے برخلاف بتایا اور میری فرمائش پر انہوں نے مولانا مرحوم کی تفسیر سے کچھ عبارتیں نقل کر کے احقر دیں ان کو اصل کتاب سے ملانے کا تو احقر کو ابھی موقع نہیں ملا،خیال ہوا کہ آپ کی خدمت میں ان عبارتوں کی ایک کاپی ارسال کر کے حقیقت حال معلوم کروں وہ فوٹو کاپی مرسل ہے،جواب کا انتظار رہے گا۔ والسلام

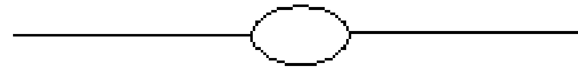
محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

مؤرخہ ۲۰/جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ

فوٹو کاپی مندرجہ ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر جواہر القرآن ص۱۰۵۳ج ۳ النار یعرضون علیھا الآیۃ ،یہ تخویف اخروی ہے اس میں عالم برزخ اور قیامت دونوں کے عذاب کا ذکر ہے قوم فرعون کو ہلاکت اور غرق کے بعد عالم برزخ میں روزانہ صبح وشام آگ کا عذاب دیا جاتا ہے یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور جب قیامت قریب قائم ہوگی تو حکم ہوگا کہ قوم فرعون کو اب اس پہلے سے بھی زیادہ سخت عذاب میں داخل کر دو یہ آیت عذاب قبر (عالم برزخ) کے ثبوت پر نص صریح ہے۔اور تمام اہل سنت وجماعت عذاب قبر کے اثبات پر متفق ہیں۔اس آیت میں دو عذابوں کا ذکر ہے النار



یعرضون الخ دوم ادخلوا ال فرعون الخ دونوں کے درمیان ویوم تقوم الساعۃ وارد ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ النار یعرضون الخ میں جس عذاب کا ذکر کیا گیا ہے وہ قیام قیامت سے پہلے ہے اور یہ عالم برزخ کے عذاب کے سوا اور کوئی نہیں حضرت شیخ القرآن نے اس پر بہت سی تفاسیر کے حوالے دیے ہیں بعض مندرجہ ذیل ہیں:

وھذہ الآیۃ دلیل علی عذاب القبر (مدارک) والجمھور علی ان ھذا العرض فی البرزخ ……ھذہ الآیۃ تدل علی عذاب القبر فی الدنیا (قرطبی ص ۳۱۸ ج ۱۵) دل علی ان المراد النار یعرضون علیھا غدوا وعشیا قبل القیامۃ (جصاص ج ۳ ص ۴۷۳) ھذہ الآیۃ تدل علی عذاب القبر (حوالہ بالا)

اور حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ یٰسین کی اس آیت کے تحت یہ فرمایا ہے من بعثنا من مرقدنا الخ قیامت کا منظر ایسا ہولناک اور وحشت انگیز ہوگا کہ کفار قبروں کے عذاب کو بھول جائیں گے اور سمجھیں گے کہ ہم اب تک سوئے رہے ہیں اس لیے جب قبروں سے اٹھیں گے تو ایک دوسرے سے پوچھیں گے کہ ہم کو نیند سے کس نے جگایا ہے پھر روح المعانی کی یہ عبارت نقل فرمائی ہے: القوم لاختلاط عقولھم ظنوا انھم کانوا نیاما ولم یکن لھم ادراک لعذاب القبر لذلک فاستفھموا عن موقظھم الخ (روح المعانی ج ۲۳ ص ۳۳ جواہر القرآن ص ۱۰۵۳ ج ۳، ص ۹۸۶ ج ۳)

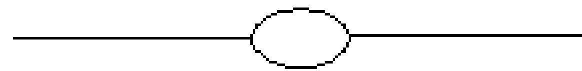
حضرت شیخ رحمہ اللہ نے اس پر بہت دلائل بیان فرمائے ہیں کہ عذاب قبر ثابت ہے لیکن اگر کوئی حضرت شیخ رحمہ اللہ کی تفسیر کا مطالعہ کرے تو حقیقت سامنے آ جائے گی۔

العبد محمد طیب ہزاروی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب ومن اللہ الصواب

شرح مسلم ص ۳۸۶ ج ۲ میں ہے: ثم العذاب عند اھل السنۃ الجسد بعینہ او بعضہ بعد اعادۃ الروح الیہ او ای جزء منہ۔



شرح الصدور ص ۷۶ میں ہے: ومحله الروح والبدن جميعا باتفاق اهل السنة۔ نیز شرح مسلم میں علامہ نووی فرماتے ہیں: وخالف فيه محمد بن جرير وعبدالله بن كرام وطائفة فقالوا لايشترط اعادة الروح قال اصحابنا هذا فاسد لان الالم والاحساس انمايكون في الحي (ص ۳۸۶ ج ۲)

خیالی میں ہے: جوز بعضهم تعذيب غيرالحي ولايشك انه سفسطة (۱۱۸)

اس کے حاشیہ عبدالحکیم میں ہے: لان الجماد لاحس له فكيف يتصور تعذيبه (//)

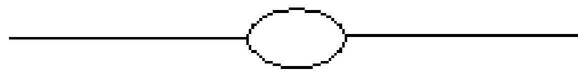
غرضیکہ ان تصریحات سے ثابت ہے کہ اہل سنت کے نزدیک ہر میت کے لیے قبر کے اندر ایک قسم کی حیات جسدی حاصل ہے، اپنے اپنے مقام کے مطابق حاصل ہے اس کا جسم محفوظ ہو یا ریزہ ریزہ ہو چکا ہو یا اس کے اجزاء بدن منتشر ہو چکے ہوں یا یکجا ہو جس جگہ اور جس حالت میں بھی وہ بدن یا اجزاء بدن ہوں اس کے ساتھ روح کو تعلق ضرور حاصل ہوتا ہے اور اس تعلق اور عود روح کی وجہ سے قبر کے اندر ہر میت میں اس طرح کی حیات کا ثبوت ہوتا ہے جس پر سوال نکیرین اور اس کے بعد وہاں کی الم ولذت وغیرہ کا ادراک میت کو حاصل ہو سکے اس لیے کہ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ قبر کا ثواب وعذاب روح اور بدن کے مجموعہ سے متعلق ہے اور اس پر اہل سنت کا اتفاق ہے کیونکہ بغیر تعلق روح کے میت جماد محض ہے اس کی تنعیم وتعذیب غیر متصور اور محال ہے۔

معارف القرآن ص ۲۳۶ ج ۵ میں حضرت مفتی صاحب ارقام فرماتے ہیں:

مرنے اور دفن ہونے کے بعد قبر میں انسان کا دوبارہ زندہ ہو کر فرشتوں کے سوالات کا جوابات دینا پھر اس امتحان میں کامیابی اور ناکامی پر ثواب یا عذاب کا ہونا قرآن مجید کی تقریباً دس آیات میں اشارۃً اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ستر احادیث متواترہ میں بڑی صراحت ووضاحت کے ساتھ مذکور ہے جس میں مسلمان کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں الخ۔

نیز ص ۲۶۵ ج ۸ پر فرماتے ہیں:

باقی روح مجرد اس کا تعلق جسم کثیف کے ساتھ بواسطہ جسم لطیف یعنی نفس کے ہوتا ہے اس پر موت طاری نہیں ہوتی قبر کا عذاب وثواب بھی اس جسم لطیف یعنی نفس سے وابستہ ہے اور



اس نفس کا تعلق قبر سے ہی رہتا ہے اور روح مجرد علیین میں ہوتی ہے اور روح مجرد اس کے ثواب اورعذاب سے بالواسطہ متاثر ہوتی ہے، اس طرح روح کا قبر میں ہونا بمعنی نفس کے صحیح ہے اور اس کا عالم ارواح یا علیین میں رہنا بمعنی روح مجرد صحیح ہے اس سے ان روایات مختلفہ کی تطبیق بھی ہو جاتی ہے واللہ اعلم (ص ٦٦٦ ج ٨)

پھر ص ٦٩٧ ج ٨ و ٦٩٨ ج ٨ میں تفصیلی بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

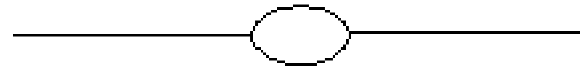
بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤمنین اور کفار دونوں کی روحیں ان کی قبروں میں رہتی ہیں جیسا کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ جب مؤمن کی روح کو آسمان میں فرشتے پہنچاتے ہیں تو حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے اس بندے کا اعمال نامہ علیین میں لکھ دو اور اس کو زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میں نے اس کو زمین ہی سے پیدا کیا ہے اور مرنے کے بعد اسی میں لوٹاؤں گا اور پھر اسی زمین میں سے ان کو دوبارہ زندہ کر کے نکالوں گا اس حکم پر فرشتے اس کی روح کو قبر میں لوٹا دیتے ہیں الخ۔

اوپر جس روایت میں ارواح کا قبروں میں رہنا معلوم ہوتا ہے یہ بظاہر پچھلی روایتوں سے بہت مختلف ہے اس کی تحقیق بہیقی زمانہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے تفسیر مظہری میں یہ بیان کی ہے کہ:

یہ بات کچھ بعید نہیں کہ اصل مستقر ارواح کا علیین اور سجین ہی ہوں مگر ان ارواح کا ایک خاص رابطہ قبروں کے ساتھ بھی قائم ہو اس رابطہ کی حقیقت تو اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا مگر جس طرح آفتاب مہتاب آسمان میں ہے اور ان کی شعائیں زمین پر پڑ کر اس کو روشن بھی کر دیتی ہیں اور گرم بھی اسی طرح علیین اور سجین کی ارواح کا کوئی رابطہ معنویہ قبروں سے ہوسکتا ہے۔ اور ان تمام اقوال کی تطبیق میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تحقیق سورۂ نازعات کی تفسیر میں بھی گزر چکی ہے (ص ٦٩٨ ج ٨)

یہ تحقیق وہی ہے جو معارف القرآن ص ٦٦٥ ج ٨ کے حوالہ سے اوپر لکھی گئی ہے۔

عقائد اہل سنت کی تمام کتابوں میں عذاب قبر کے برحق ہونے کی تصریح کے ساتھ اس



کی بھی تصریح ہے کہ میت کو قبر میں حیات حاصل ہوتی ہے اور بدن وروح کے مجموعہ پر قبر کا عذاب وثواب ہوتا ہے۔

اما عقائد قاضی عضد الدین رحمہ اللہ ارقام فرماتے ہیں:

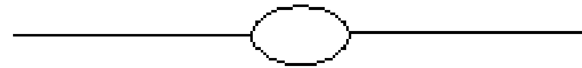
احیاء الموتی فی قبورھم ومسئلۃ منکر ونکیر وعذاب القبر للکافر والفاسق کلھا حق عندنا واتفق علیہ سلف الامۃ قبل ظھور الخلاف واتفق علیہ الاکثر بعدہ (مواقف مع الشرح ص ۷۱۵)

مواقف کے شارح علامہ شریف الجرجانی لکھتے ہیں:

واذا ثبت التعذیب ثبت الاحیاء والمسئلۃ لان کل من قال بعذاب القبر قال بھا (شرح مواقف ص ۷۱۶)

ان عبارات سے واضح ہے کہ سلف امت میں اس مسئلہ کے اندر کوئی اختلاف نہیں تھا کہ مردوں کو قبروں میں زندہ کیا جاتا ہے اور ان کی ارواح کو ان کے اجسام میں لوٹایا جاتا ہے اور منکر نکیر کا سوال اور تعذیب وغیرہ کے معاملات زندہ کرنے کے بعد پیش آتے ہیں اور جو شخص بھی عذاب قبر کا قائل ہے اس کو احیاء موتی فی القبور اور نکیرین کے سوال کا قائل ہونا ضروری ہے، احیاء فی القبور کے قائل ہوئے بغیر عذاب قبر کا قائل ہونا حقیقت میں عذاب قبر کا انکار کرنا ہے صرف روح یا صرف بدن کے عذاب وثواب، یا روح بدن کے تعلق کے بغیر دونوں علیحدہ علیحدہ معذب ومثاب ہونے کا نظریہ سلف کے بعد کی پیداوار ہے اور معتزلہ کرامیہ وغیرہ کا مذہب ہے، سلف امت کا عقیدہ یہی ہے کہ قبر میں میت کو حیات حاصل ہوتی ہے جس سے عذاب ہوتا ہے عقائد اہل سنت کی درسی کتاب ''الخیالی'' کے مشہور محشی علامہ ایوبی رحمہ اللہ اس مسئلہ میں مذہب کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اعلم ان المذاھب فی ھذا المقام ثلاثۃ الاول المیت حی فی قبرہ فیعذب وھذا ھو مذھب اھل السنۃ والحق والثانی انہ جماد لا یعذب ولا یدرک العذاب وھذا ھو مذھب جمھور المعتزلۃ والروافض والثالث انہ جماد یعذب



وھذامذھب الصالحیۃمن المعتزلۃومذھب ابن جریر (الخیالی ص۱۱۸)

شرح عقائد نسفی کے شارح علامہ عبدالعزیز فرہاروی فرماتے ہیں:

ان الاحادیث الصحیحۃناطقۃبان الروح تعاد فی الجسد عند السوال فالجواب بانکار الاعادۃغیر موجہ (نبراس ص۳۳)

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

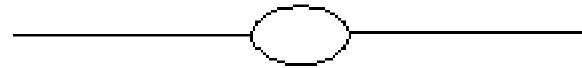
ومن یعذب فی القبریوضع فیہ الحیوۃفی قول العامۃ(ص۴۸۴ج۲)

خلاصہ یہ ہے کہ قبر میں عذاب وثواب وغیرہ کے معاملات میں روح کے ساتھ جسد عنصری بہ تعلق روح شریک ہوتا ہےاور جوشخص عذاب قبر کا قائل ہے اس کواس عوداور تعلق روح کا قائل ہونا ضروری ہے تمام سلف صالحین اس کے قائل تھےاور جوشخص اس عوداور تعلق روح بجسد عنصری کی نفی کرتا ہواور صرف روح کی تعذیب وتنعیم کا قائل ہووہ ہرگز عذاب قبر کا قائل نہیں ہے اس مسئلہ کی مزید تحقیق کے لیے احقر کی زیرطبع کتاب ''مسئلہ حیات الانبیاء'' کا مطالعہ ان شاءاللہ مفید ہوگا جوکہ عنقریب منظرعام پرآنے والی ہے ۔اگراحقر کی اس تحقیق کوپیش نظر رکھ کرتفسیر جواہر القرآن کا بنظر انصاف مطالعہ کیاجائے گاتو ان شاءاللہ تعالیٰ طالب حق کی رہنمائی کے لیے کافی ہوگااورعقیدہ حقہ بالکل واضح ہوکراور کھل کر سامنے آجائے گامختصرطورپراحقر بھی وضاحت کے لیےعرض کرتا ہے:

جواہر القرآن (ج۳ص۱۰۵۳) کے حوالہ سے جوعبارت نقل کی گئی ہے اس میں جصاص کے حوالہ نیزتفسیر کبیر اورتفسیر ابن کثیر کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے''اور یہ عالم برزخ کا عذاب اجسام مثالیہ کی وساطت سے ارواح پروارد ہوتا ہے، چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ال فرعون کی روحوں کوسیاہ پرندوں کے اجواف میں داخل کرکے انہیں آگ پرپیش کیا جاتا ہے:

ارواح ال فرعون فی اجواف طیورسودیعرضون علی النارالخ (معالم قرطبی)اوریہ صورت مثالیہ ان کے اعمال کی اشکال سے پیدا کی جاتی ہے وھذہ الطیر صور تخلق لھم من صوراعمالھم''(روح ج۲۴/۲ص۷۳)(جواہرالقرآن ج۳ص۱۰۵۳)

جواہرالقرآن ص۱۹۲ج۱میں ''تحقیق حیات شہداء'' کے تحت لکھا ہے: جب وہ دنیا میں



تھے تو ان کی زندگی بھی دنیوی تھی روح اور بدن دونوں کے ملاپ سے وہ زندہ تھے، لیکن موت سے دنیوی زندگی ختم ہوگئی اور برزخ کا زمانہ شروع ہوگیا اس لیے اب اس زندگی کو برزخی زندگی کہا جاوے گا اور یہ زندگی بلا مشارکت بدن عنصری صرف روح کے لیے ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ عالم برزخ میں شہداء کی حیات محض روحانی اور برزخی ہے جسمانی نہیں ان کے ابدان قبروں میں ہیں لیکن ان کے ارواح طیوری قالبوں میں نعیم جنت سے متمتع ہو رہی ہیں (ج اص ۱۹۲)

جواہر القرآن ص ۱۹۴ ج ۱ میں لکھا ہے: باقی رہا ارواح کا تعلق ابدان کے ساتھ تو اس کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے تو اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا اور نہ ہی صحابہ کرام، تابعین، اتباع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے ارشادات واقوال میں تعلق روح بجسم عنصری کا کوئی نفیاً یا اثباتاً ذکر اذکار ہے ......البتہ چوتھی صدی کے بعد سے شارحین حدیث نے بعض حدیثوں میں تطبیق کے سلسلہ میں تعلق روح بجسد عنصری کا مختلف عنوانات سے ذکر کیا ہے ......
اس لیے عالم برزخ میں تعلق روح با بدان عنصریہ کے بارے میں سکوت سب سے احوط مسلک ہے کیونکہ قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں تعلق کا کوئی ذکر اذکار نہیں لیکن اگر کوئی شخص غیر معلوم الکیفیۃ تعلق کا اثبات کرتا ہے تو وہ بھی قابل ملامت نہیں کیونکہ متقدمین میں ایک کثیر تعداد مختلف عنوانات کے ساتھ اس کی قائل ہے (ص ۱۹۴ ج ۱)

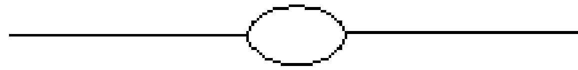
جواہر القرآن کی مذکورہ بالا عبارت میں تصریح کی گئی ہے کہ:

(۱) عالم برزخ میں جو حیات حاصل ہے وہ محض روحانی ہے اور وہاں کا عذاب، اجسام مثالیہ کے ذریعہ ارواح پر ہوتا ہے۔

(۲) اس حیات میں بدن عنصری کی مشارکت نہیں ہے، تو پھر تعذیب و تنعیم میں بھی وہ شریک نہ ہوگا۔

(۳) اس حیات کے جسمانی ہونے کی نفی کی گئی ہے۔

(۴) تحقیق یہ ہے کہ اس حیات میں ابدان کے ساتھ ارواح کے تعلق کا کوئی ثبوت کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے نہیں ملتا۔



(۵) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وغیرہ اور ائمہ مجتہدین کے ارشادات واقوال میں بھی اس تعلق روح بجسد عنصری کا نفیاً یا اثباتاً کوئی ذکر اذکار نہیں ہے۔

(۶) مؤلف جواہر القرآن کی تحقیق یہی ہے، وہ اس تعلق روح بجسم عنصری کے قائل نہیں ہیں۔

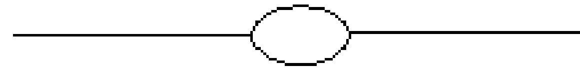
(۷) البتہ چوتھی صدی کے بعد سے شارحین حدیث نے بعض حدیثوں میں تطبیق دیتے ہوئے اس تعلق کا ذکر کیا ہے اس لیے اس بارہ میں سکوت سب سے احوط مسلک ہے۔

(۸) لیکن غیر معلوم الکیفیۃ تعلق کا اثبات کرنے والا بھی قابل ملامت نہیں ہے کیونکہ متقدمین میں ایک کثیر تعداد اس کی قائل ہے۔

اب غور کیا جائے کہ کیا مؤلف جواہر القرآن عذاب قبر کے اس کیفیت کے ساتھ قائل ہیں جس کی تفصیل اوپر عقائد وغیرہ کی کتابوں سے پیش کی گئی ہے؟ کہ عالم برزخ کی حیات عود روح فی القبور اور وہاں کے معاملات احیاء موتی کے دعوی کے بعد پیش آتے ہیں اور ان معاملات میں روح کے ساتھ جسم بھی شریک رہتا ہے جسم عنصری اور روح کے مجموعہ پر قبر کے معاملات پیش آتے ہیں۔ مگر مؤلف جواہر القرآن کی یہ تحقیق مذہب اہل سنت اور المیت حی فی قبرہ فیعذب (ایوبی) وغیرہ تمام عبارات مذکورہ کے برخلاف یہ ہے کہ عالم برزخ کی حیات صرف روحانی ہے اور وہاں کا عذاب وثواب بھی صرف ارواح ہی پر وارد ہوتا ہے ارواح کا کسی قسم کا تعلق اجسام عنصریہ سے ان کے نزدیک ثابت نہیں ہے اور عذاب وثواب کا کوئی تعلق ان کے نزدیک جسم عنصری کے ساتھ نہیں ہے۔

امید ہے کہ اس معروضہ احقر سے مسلک اہل سنت کی وضاحت کے ساتھ عذاب قبر کے مسئلہ میں مؤلف جواہر القرآن کا مسلک بھی واضح ہوگیا ہوگا، اور یہ بھی واضح ہوگیا ہوگا کہ مسلک اہل سنت اور مؤلف جواہر القرآن کے مسلک میں کیا فرق ہے۔

مؤلف جواہر القرآن کا مسلک کہ عالم برزخ میں عذاب وثواب صرف ارواح پر وارد ہوتا ہے، ابدان عنصریہ کو ان معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے جمہور کے مسلک کے قطعاً خلاف ہے



مرسلہ فوٹو کاپی میں جواہر القرآن کی جن عبارتوں کو نقل کیا گیا ہے ان کا مطلب بھی مؤلف جواہر القرآن کی اپنی تصریحات سے ہی واضح ہوگیا کہ وہ عذاب قبر کے ثبوت پر نص صریح نہیں ۔مگر ان کے نزدیک یہ عذاب عالم برزخ میں اجسام مثالیہ کی وساطت سے ارواح پر وارد ہوتا ہے جیسا کہ جواہر القرآن ص۱۰۵۳ ج ۳ کی منقولہ عبارت کے بعد مؤلف نے خود بھی اس کی تصریح کردی ہے جس کو فوٹو کاپی میں نقل نہیں کیا گیا احقر نے اس کو اوپر نمبر ۳ پر نقل کردیا ہے اور جواہر القرآن جلد اول کی منقولہ بالا عبارتوں سے بھی یہ بات واضح ہے کہ مؤلف کے نزدیک عذاب قبر صرف ارواح پر وارد ہوتا ہے ،اسی طرح ثواب قبر کا مورد بھی صرف ارواح ہیں اجسام مثالیہ کی وساطت سے ،اجسام عنصریہ سے عذاب وثواب کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔

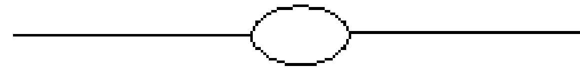
چونکہ اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ مذہب اہل سنت یہ ہے کہ عذاب وثواب قبر ارواح اوراجسام عنصریہ دونوں سے متعلق ہے اس لیے جواہر القرآن کی عبارات منقولہ سے مؤلف جواہر القرآن کا جو مسلک ثابت ہورہا ہے وہ یقیناً جمہور اہل سنت کے مسلک کے خلاف ہے ،ان عبارات کے علاوہ جواہر القرآن (ص۹۰۴ ج ۲) میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں:

فالقول ثابت ان اجزاء البدن من المیت لاسماع لها ولاشعور ولا فرح ولاسرور فی البرزخ الخ (تحریرات حدیث ص۲۱۰) "یعنی میت کے اجزاء بدن میں حس وشعور نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں"۔

اس سے بھی یہی ثابت ہوا کہ میت کے بدن کو قبر میں عذاب وثواب کچھ نہیں ہوتا کیونکہ تنعیم وتعذیب کے لیے حس وشعور ضروری ہے بغیر حس وشعور کے جماد محض کی تعذیب وتنعیم غیر متصور اور محال ہے ۔

خذ هذا المقال ودع عنك الجدال ولا تنظر الیٰ من قال فقط واللّٰه اعلم بحقیقة الحال ۔

۳ رجمادی الثانیہ ۱۴۰۷ھ



مکتوب گرامی

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی مدظلہم بعد ملاحظہ تحقیق متعلقہ تفسیر جواہر القرآن

مکرمی ومحترمی حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب دامت مکارمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

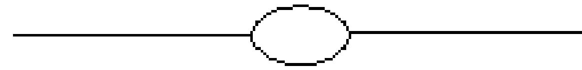
عذاب قبر کے متعلق آنجناب کا محققانہ مضمون عرصہ سے آیا ہوا ہے مگر مطالعہ کا موقع نہ مل رہا تھا حال میں اس کا حرفاً حرفاً مطالعہ کیا ما شاء اللہ بہت مفید مضمون ہے، احقر کو بہت فائدہ ہوا البتہ اس کے مطالعہ سے احقر اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب عذاب قبر کے علی الاطلاق منکر نہیں بلکہ برزخ میں روح کے عذاب وثواب کے قائل ہیں جسد عنصری کے ساتھ روح کے عذاب وثواب کے قائل نہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ یہ عالم برزخ کا عذاب اجسام مثالیہ کی وساطت سے روح پر وارد ہوتا ہے یہ بات اگر چہ جمہور اہل سنت کے مسلک کے خلاف ہے لیکن کسی نص صریح کے بھی خلاف ہے؟ یہ بات اس مضمون سے ثابت نہیں ہوتی۔

پھر مولانا موصوف کا یہ قول بھی آنجناب نے نقل فرمایا ہے کہ عالم برزخ میں تعلق روح بابدان عنصریہ کے بارے میں سکوت سب سے احوط مسلک ہے کیونکہ قرون مشہود لہا بالخیر میں تعلق کا کوئی ذکر اذکار نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جسد عنصری کے ساتھ روح پر عذاب کی نفی پر بھی ان کو اصرار نہیں ہاں اثبات کے دلائل سے بھی وہ مطمئن نہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ اس مضمون کے پڑھنے سے یہ بات سامنے آئی کہ ان کا مسلک اتنا غلط اور بے بنیاد نہیں جتنا کہ یہ سننے سے سمجھا تھا کہ "وہ عذاب قبر کے منکر ہیں" بہر حال ان کا مسلک علماء دیوبند سے اور جمہور سے مختلف ضرور ہے اگر قرآن کریم یا سنت کی کوئی نص صریح صحیح ان کے مسلک کے ابطال پر آنجناب کے علم میں آئی ہو تو ضرور مطلع فرمائیں یہ سطور بہت عجلت میں حوالۂ قلم کی ہیں، فروگذاشت درگزر فرما کر ممنون فرمائیں۔ دعا کی درخواست ہے۔ والسلام

احقر ناکارہ محمد رفیع عثمانی

۱۷/۱۰/۱۴۰۷ھ



جواب مکتوب گرامی

از فقیہ العصر مفتی سید عبد الشکور ترمذی قدس سرہ

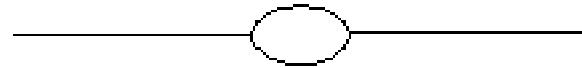
عزیزم مکرم مولانا مفتی محمد رفیع صاحب سلمہ ورفعہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ کل ہی ملا کئی روز سے طبیعت پر تقاضہ ہو رہا تھا کہ آپ کو خط لکھوں عذاب قبر کے متعلق مضمون پر آپ کی نظر تحقیقی سے بہت مسرت ہوئی اور دل سے دعائیں نکلیں جزاکم اللہ خیراً۔

اس سے بڑا اطمینان ہوا کہ وہ مضمون جمہور اہل سنت کے موافق ہے اور اس کے خلاف جو مسلک ہے وہ شاذ اور جمہور اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے اور ظاہر ہے کہ جو قول جمہور اہل سنت والجماعت کے خلاف ہوگا وہ واجب الاحتراز اور قابل منع ہوگا معتزلہ وغیرہ فرق باطلہ کی تردید سے کتب حقہ بھری ہوئی ہیں ان کا مسلک جمہور اہل سنت والجماعت کے خلاف ہونے کی وجہ سے بھی مردود اور باطل ہے کسی نظریہ کے باطل اور مردود ہونے کے لیے اس کی ضرورت نہیں ہوتی کہ وہ کسی نص صریح کے بھی خلاف ہو بلکہ جمہور اہل سنت کے مسلک کے خلاف ہونا ہی بطلان کے لیے کافی ہے خصوصاً باب عقائد میں اور پھر خصوص ایسے عقائد میں جن کو اہل سنت والجماعت اور دوسرے فرق ضالہ معتزلہ وغیرہ سے امتیاز حاصل ہوتا ہو اور ان کے تسلیم وقبول کو اہل سنت والجماعت کا شعار قرار دیا گیا ہو۔

عذاب قبر کا مسئلہ بھی ایسے عقائد میں سے ہے جن کے اقرار اور قبول پر اہل سنت والجماعت اور معتزلہ وغیرہ فرق ضالہ سے امتیاز کا مدار ہے اور یہ مسئلہ اہل سنت والجماعت کے شعار میں سے ہے اہل سنت والجماعت کے مقابلہ میں معتزلہ وغیرہ کا مذہب ہے مگر کلیۃً وہ بھی اس کے منکر نہیں ہیں کتب کلامیہ میں یہ ابحاث قابل غور رہیں اس لیے معتزلہ وغیرہ فرقوں کی اس مسئلہ کی وجہ سے تکفیر نہیں کی گئی دیکھیے شرح عقائد نسفی میں اس کے انکار کی نسبت روافض اور معتزلہ کی طرف کی گئی



ہے مگر پھر بھی اس کی بنا پر ان کی تکفیر نہیں کی گئی۔

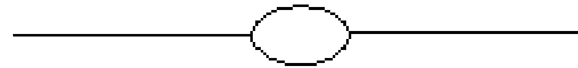
معلوم ہوا کہ وہ بھی اس کا انکار تاویل سے ہی کرتے ہیں کسی نص صریح کے خلاف ہونے کی صورت میں ان کا انکار موجب تکفیر ہونا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی نص صریح کے خلاف کا ارتکاب نہیں کر رہے بلکہ نصوص میں تاویل بھی کر رہے ہیں مگر مذہب اہل سنت والجماعت کے خلاف ہونے کی وجہ سے وہ تاویل مردود ہے اس تاویل نے اگرچہ تکفیر سے بچالیا مگر یہ تاویل خروج عن مذہب اہل السنۃ والجماعۃ سے مانع نہیں ہوئی اس لیے اس مسلک کے ابطال کے لیے کسی نص صریح کے تلاش کی ضرورت نہیں۔اس کی ضرورت تکفیر کے لیے ہوتی ہے خروج عن مذہب اہل السنۃ والجماعۃ کے لیے اس کی ضرورت نہیں۔

فقط والسلام

سید عبدالشکور ترمذی

مدرسہ عربیہ حقانیہ

ساہیوال ضلع سرگودھا



مفتی محمد عبداللہ چنیوٹی

احکام القرآن مفتی عبدالشکور ترمذی کا منہج

تحقیقی جائزہ (قسط ۲۵)

روافض کی تردید

قولہ تعالٰی: یایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یأتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ أذلۃ علی المؤمنین أعزۃ علی الکفرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولایخافون لومۃ لائم ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

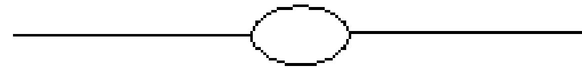
الدلیل علی صحۃ امامۃ ابی بکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنھم

قال الجصاص: قال الحسن وقتادۃ والضحاک وابن جریج: فنزلت فی ابی بکر الصدیق ومن قاتل معہ اھل الردۃ وفی الأیۃ دلالۃ علی صحۃ امامۃ ابی بکر وعمر وعثمان وعلی وذلک لان الذین ارتدوا من العرب بعد وفات النبی ﷺ انما قاتلھم ابوبکر وھولاء الصحابۃ وقد اخبر اللہ انہ یحبھم ویحبونہ وانھم مجاھدون فی سبیل اللہ ولایخافون لومۃ لآئم ومعلوم ان من کانت ھذہ صفتہ فھو ولی اللہ ولم یقاتل المرتدین بعد النبی ﷺ غیر ھولاء المذکورین واتباعھم ولایتھیاء لأحد ان یجعل الأیۃ فی غیر المرتدین بعد وفات النبی ﷺ من العرب ولافی غیر ھولاء الائمۃ لان اللہ تعالٰی لم یات بقوم یقاتلون المرتدین المذکورین فی الآیۃ غیر ھولاء الذین قاتلوا مع ابی بکر۔

دلالۃ الأیۃ علی ابطال مذھب الروافض

قال المظھری: وھذہ الأیۃ تدل علی ابطال مذھب الروافض بوجھین۔

احدھما: ان قولہ تعالٰی: ”أذلۃ علی المؤمنین أعزۃ علی الکفرین یجاھدون فی سبیل اللہ ویخافون لومۃ لآئم“ یستأصل بنیان التقیۃ التی علیھا



بناء مذهبهم۔فان عليا تابع لخلفاء الثلاثة وصلى معهم وجاهد معهم الى ثلث وعشرين سنة۔وانكح ابنته عمر فان كان ذلک بالتقية خوفا من الناس لايكون على عنه داخلا في حكم هذه الآية ولامجال بهذه القول الباطل الاللروافض خذلهم الله۔والله اعلم۔

ثانيهما:ان قوله تعالى:"فان حزب الله هم الغالبون" يدل على ان الفرقة الناجية ليست الااهل السنة والجماعة دون الروافض وغيرهم من اهل الاهواء لبداهة غلبة السنة في القرون والامصار بل الروافض يعترفون بذلک حيث قالوا:ان عليا كان مع الخلفاء الثلاثة تقية مقهورامغلوبا والائمة بعده لم يظهروادينهم خوفا وعلّمو ااصحابهم دينهم خفية ويأمرونهم بالاخفاء ويقولون للجدراذان كذارووا عن الباقر والصادق في كتبهم وقالوا:صاحب الامر اختفى في سردابة سر من رأى نحوا من الف سنة۔والله اعلم

سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۵۴ يايها الذين امنوا من يرتد منكم عن دينه فسوف يأتي الله بقوم يحبهم ويحبونه أذلة على المؤمنين أعزة على الكفرين يجاهدون في سبيل الله ولايخافون لومةلآ ئم ذلک فضل الله يؤتيه من يشاء والله واسع عليم کے تحت علامہ جصاص کے حوالے سے مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ:

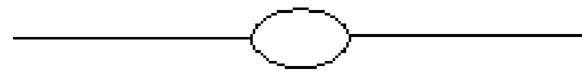
یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق اور جن لوگوں نے آپ کے ساتھ مرتدین سے قتال کیا تھا ان کے بارے میں نازل ہوئی، اس آیت میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی امامت کی صحت پر دلیل موجود ہے۔

آخر میں فرماتے ہیں کہ آیت میں مذہب رافضیت کے بطلان کی دلیل ہے۔

علامہ مظہری کے حوالے سے ذکر فرماتے ہیں کہ:

یہ آیت دو پہلوؤں سے مذہب شیعہ کی تردید کر رہی ہے:

1۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد أذلة على المؤمنين أعزة على الكفرين يجاهدون في



سبیل اللہ ولایخافون لومۃ لآ ئم۔

مؤمنین کیلئے نرم اورکافروں کیلئے سخت ہیں اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔

اس سے روافض کے مذہب میں تقیہ کی تردید ہورہی ہے۔

حضرت علی اپنے سے پہلے تینوں خلفاء ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کے تابع ہیں، حضرت علی نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، ان کے ساتھ مل کر ۱۳ سال جہاد کیا، اپنی بیٹی حضرت عمر کے نکاح میں دی۔

اگر حضرت علی نے یہ سب لوگوں سے خوف کی بنا پر کیا ہوتا تو آیت مذکورہ کے مصداق میں داخل نہ ہوتے، حالانکہ مفسرین کی صراحت کے مطابق حضرت علی اس آیت کے مصداق میں شامل ہیں۔

2۔ ارشاد باری تعالیٰ **فان حزب اللہ ھم الغالبون ۔**

بے شک اللہ کی جماعت ہی غالب آنے والی ہے۔

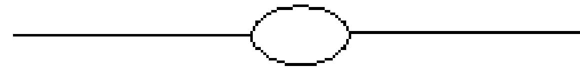
یہ آیت نجات پانے والے فرقہ کی طرف اشارہ کررہی ہے کہ نجات پانے والے اہل سنت والجماعت ہی ہیں، روافض نہیں ہیں بلکہ روافض بھی اس کا اعتراف کررہے ہیں کہ حضرت علی خلفاء ثلاثہ کے ساتھ تقیۃً مقہور اور مغلوب حالت میں تھے۔

ان کے ائمہ نے ان کے بعد اپنا دین خوف کی وجہ سے ظاہر نہیں کیا وہ اپنے اصحاب کو خفیہ طور پر دین سکھاتے تھے اورانہیں اس کے خفیہ رکھنے کا حکم کرتے تھے اور دیوار کے پیچھے اذان دیتے تھے، اسی طرح کی روایت امام باقر اور امام صادق سے ان کی کتب میں بھی مروی ہیں۔

مجسمہ کی تردید

قولہ تعالیٰ: **وکنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شیء شھید۔**

استدلال المجسمۃ بھذہ الأیۃ علی کونہ تعالی جسما والجواب عنہ



وقد استدلت المجسمة بقوله تعالٰی:''تعلم مافی نفسی ولااعلم مافی نفسک'قالوا: النفس هی الشخص وذلک یقتضی کونه جسما تعالٰی الله عن ذلک علوا کبیرا

والجواب من وجهین۔

الاول:ان النفس عبارة عن الذات یقال:نفس الشئی وذاته واحد۔

والثانی:ان المراد تعلم معلومی ولااعلم معلومک ولکنه ذکر هذا الکلام علٰی طریق المطابقة والمشاکلة

سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۱۱۷ وکنت علیهم شهیدا مادمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم وانت علٰی کل شیء شهید کے تحت مجسمہ کی تردید فرمائی کہ:

ان لوگوں نے اس آیت سے یہ استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے۔

مستدل یہ ہے تعلم مافی نفسی ولااعلم مافی نفسک۔

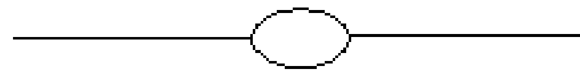
اے اللہ! وہ جو میرے دل میں ہے تو جانتا ہے اور جو تیرے دل میں ہے وہ میں نہیں جانتا۔ مجسمہ نے کہا کہ نفس سے شخص مراد ہے جو کہ جسم کا تقاضہ کرتا ہے معلوم ہوا کہ اللہ کا جسم ہے۔

اس کے دو جواب ہیں:

1۔ نفس، ذات سے عبارت ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کسی شے کا نفس اور اس کی ذات ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔

2۔ آیت سے مراد یہ ہے تو میری معلومات جانتا ہے میں تیری معلومات نہیں جانتا، اصل میں اس کلام کو مطابقت اور مشاکلت کے طریقہ پر ذکر کیا۔

(جاری ہے)



مولوی سید عبد الملک ترمذی

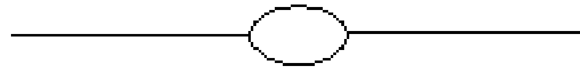
جامعہ حقانیہ کا چھپن واں عظیم الشان سالانہ جلسہ، تقسیم اسناد

فقیہ العصر یادگار اسلاف حضرت مولانا مفتی سید عبد الشکور ترمذی قدس سرہ کے لگائے ہوئے عظیم دینی گلشن جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا میں طلبہ کے تعلیمی سال کے اختتام پر سالانہ جلسہ گزشتہ چھپن برس سے منعقد ہو رہا ہے، اس سال بھی حسب سابق یہ سالانہ تبلیغی واصلاحی جلسہ مؤرخہ ۳/۴/ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ بمطابق ۱۷/۱۸/ جولائی ۲۰۱۰ء کو جامعہ حقانیہ کے ناظم اعلیٰ استاذ العلماء حضرت مولانا صالح محمد صاحب دامت برکاتہم استاذ الحدیث جامعۃ المعارف الشرعیہ ڈیرہ اسماعیل خان کی سرپرستی میں منعقد ہوا، جس میں ملک بھر سے جید علماء کرام اور مشائخ عظام نے شرکت کی۔

جلسہ کی پہلی نشست شہر کی قدیم و عظیم جامع مسجد حقانیہ میں منعقد ہوئی جس میں نماز جمعہ سے قبل حضرت مولانا خلیل الرحمٰن انوری صاحب مدظلہم کا بیان ہوا۔ حضرت نے فکر آخرت پر بڑا ہی پر اثر بیان فرمایا، پھر حضرت مولانا قاری محمود احمد صاحب مدظلہم مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان نے نہایت ہی دلکش اور مخصوص انداز میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

جلسہ کی دوسری نشست میں بعد نماز عصر جامعہ حقانیہ میں مجلس صیانۃ المسلمین کے تحت منعقد ہونے والے ہفت روزہ اصلاحی درس میں عارف باللہ حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم نے اصلاح ظاہر وباطن کے حوالے سے بیان فرمایا، حضرت نے اہل اللہ سے اصلاحی تعلق قائم کرنے اور راہ تقویٰ اختیار کرنے پر زور دیا۔

جلسہ کی تیسری نشست ۴/ شعبان بروز ہفتہ بعد نماز ظہر منعقد ہوئی، جس میں اولاً حضرت مولانا مفتی محمد اعظم ہاشمی مدظلہم نے توحید کی حقانیت اور رد بدعت پر بیان فرمایا، ان کے بعد حضرت علامہ مولانا عبد الحمید صاحب تونسوی مدظلہم نے شان صحابہ اور رد رافضیت کے موضوع پر بہت ہی عمدہ اور مفصل ومدلل بیان فرمایا، اس نشست میں اہل شہر کے علاوہ قرب



وجوار کے دیہاتوں سے عوام کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔

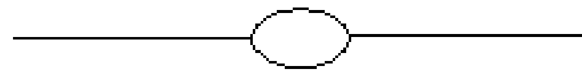
جلسہ کی چوتھی اور آخری نشست عشاء کے بعد منعقد ہوئی جس میں ابتدائی بیان حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہم صدر جامعہ اسلامیہ محمودیہ سرگودھا نے فرمایا پھر حضرت مولانا قاضی عبدالرشید صاحب مدظلہم ڈپٹی سیکرٹری وفاق المدارس العربیہ پاکستان ومہتمم مدرسہ فاروقیہ راولپنڈی نے مدارس کی ضرورت واہمیت، افادیت اوران کے نصاب تعلیم کے حوالہ سے بڑا ہی عمدہ بیان فرمایا اور مدارس پر کیے جانے والے بے جا اعتراضات کی مؤثر انداز میں تردید کی، ماشاء اللہ حضرت مولانا مدظلہم کا بیان نہایت جامع مفید اور مؤثر تھا، آپ کے بیان کے بعد جناب حضرت مولانا طاہر مسعود صاحب مدظلہم نے جامعہ کا تعارف پیش کیا۔

اس کے بعد درجہ تخصص فی الفقہ سال دوم سے فارغ ہونے والے علماء کرام کی دستار بندی ہوئی، اور درجہ حفظ وکتب کے طلبہ میں اسناد تقسیم کی گئیں۔ اس کے بعد عارف باللہ حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم نے درجہ تخصص سال دوم سے فارغ ہونے والے ایک طالب علم مولوی شاہد عمران بھکروی کا نکاح پڑھایا اور زوجین کے حق میں خیر وبرکت کی دعا فرمائی۔

آخری بیان سے قبل حضرت صدر جامعہ حفظہ اللہ نے تشریف آوری پر علماء کرام کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا، منتظمین کی کوششوں کو سراہا اور فرمایا کہ ان شاء اللہ آئندہ کوشش کی جائے گی کہ جامعہ کا یہ سالانہ جلسہ مناسب موسم میں منعقد کیا جائے۔

اس کے بعد ابن سفیر ختم نبوت حضرت مولانا محمد الیاس چنیوٹی صاحب مدظلہم العالی نے رد قادیانیت کے حوالہ سے بیان فرمایا اور انہی کی دعا پر یہ سالانہ جلسہ بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

دل سے دعا ہے کہ حق تعالیٰ اس جامعہ اور تمام دینی اداروں کو ہمیشہ قائم ودائم رکھیں اور ان کے فیض کو عام وتام فرمائیں۔



ع،ن،ت

تعارف کتب

نام کتاب: ذکرمبارک آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صفحات:۱۵۲

افادات: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی قدس سرہ

ناشر:مکتبۃ الحرمین غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

سیرت مبارکہ کی اشاعت انتہائی پسندیدہ اور مستحب عمل ہے وہ جملہ حالات جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی درجہ میں بھی تعلق ہو ان کا تذکرہ قرب الٰہی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

اس پرفتن دور میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق ومحبت میں کمی اور اتباع سنت سے بعد پیدا ہو رہا ہے اس لیے ضروری ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے تا کہ لوگوں کے دلوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا ہو،اور وہ آپ کے مبارک طریقوں پر عمل کر کے دنیا اور آخرت کی سعادت حاصل کر سکیں۔

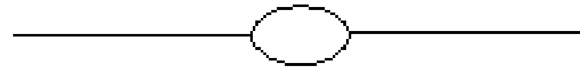
زیرنظر رسالہ اسی سلسلہ کی ایک عظیم کڑی ہے یہ رسالہ سیرت مطہرہ کے سلسلہ میں نہایت جامع وتحقیقی اور عشق ومحبت سے لبریز ہے،مختصر ہونے کے باوجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے اہم واقعات پر مشتمل ہے اس رسالہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے ساتھ حضرات ازواج مطہرات ،اولاد کرام نیز حضرات خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کا تذکرہ بھی شامل اشاعت ہے۔

رسالہ کے آخر میں حضرت شیخ مؤلف قدس سرہ کے مختصر حالات بھی ذکر شیخ کے عنوان سے درج کیے گئے ہیں۔

نام کتاب: تمرین الفرائض تالیف:مولانا عبدالباسط صاحب حفظہ اللہ

ناشر:مکتبۃ الحرمین غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور صفحات:۴۰

زیرنظر رسالہ میں علم میراث کے احکام ومسائل بیان کیے گئے ہیں،یہ رسالہ درس نظامی



کے نصاب میں علم میراث کی مشہور کتاب ''السراجی'' پڑھنے والے طلبہ کے لیے بہت ہی مفید اور نافع ہے، چونکہ اس علم میں زیادہ ضرورت مشق کی ہوتی ہے اس لیے مؤلف زید مجد ہم نے اس رسالہ کے آخر میں طلبہ کے حل کرنے کے لیے ۷۰ متفرق مشقیں بھی درج کی ہیں۔

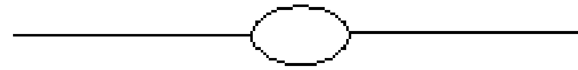
نام کتاب: تسہیل المعانی تالیف: مولانا انیس احمد مظاہری صاحب حفظہ اللہ
ناشر: مکتبۃ الحرمین غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور صفحات: ۱۰۵

درس نظامی کے اندر علم معانی کی کتب چونکہ عربی زبان میں ہیں اس وجہ سے مبتدی طلباء کو اس علم سے صحیح درجہ میں مناسبت پیدا نہیں ہو پاتی، مؤلف زید مجد ہم نے زیر نظر کتاب میں علم فصاحت و بلاغت کی پیچیدہ اور دقیق اصطلاحات کو اردو زبان کے اندر بڑے سہل اور احسن انداز میں مرتب کیا ہے۔

کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے، پہلے باب میں علم معانی، دوسرے میں علم بیان اور تیسرے باب میں علم بدیع کو بیان کیا گیا ہے۔ دروس البلاغہ سے پہلے طلبہ کو یہ کتاب پڑھانا نہایت ہی مفید اور نافع ہے۔

نام کتاب: مسلک علماء دیوبند اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحات: ۸۴
افادات: حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ
ناشر: مکتبۃ الحرمین غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

زیر نظر رسالہ حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جسے حضرت مولانا محمد رحمت اللہ کشمیری نے ترتیب دیا ہے جس میں اکابر علماء دیوبند کے روح پرور اور بصیرت افروز چند ایسے واقعات ذکر کیے گئے ہیں جن کا تعلق اتباع سنت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت سے ہے، اسے پڑھ کر پتہ چلتا ہے کہ علماء دیوبند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں کس انتہا تک پہنچے ہوئے تھے، یہ رسالہ عوام وخواص سب کیلئے یکساں مفید ہے،



رسالہ کے شروع میں حضرت مفتی صاحب قدس سرہ اور مرتب زید مجدہم کے مختصر حالات بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

نام کتاب: عنایات رحیم در تجوید قرآن کریم صفحات: ۱۹۲
تالیف: حضرت قاری محمد شفیق رحیمی پانی پتی انصاری ناشر: جامعہ رشیدیہ جھنگ صدر

عرصہ سے اس کی ضرورت تھی کہ مسائل تجوید کو عام فہم انداز میں مرتب کیا جائے تا کہ کم سن بچوں کو بھی سمجھنے اور یاد کرنے میں آسانی ہو، زیر نظر کتاب سے بحمداللہ یہ ضرورت اتم درجہ میں پوری ہوگئی ہے، اس میں آسان لفظوں کے ساتھ سوال و جواب کی صورت میں مسائل تجوید کو مرتب کیا گیا ہے اور ہر مضمون کے بعد پورے مضمون کا خلاصہ مختصر الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

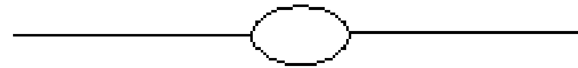
اس بہترین کاوش پر حضرت مؤلف مدظلہم مبارکباد کے مستحق ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبولیت سے سرفراز اور نفع کو عام و تام فرمائیں، آمین۔

نام کتاب: ذرا سوچئے! زیر سرپرستی: مفتی صغیر نعمانی زید مجدہم صفحات: ۱۵۵
ناشر: دارالقرآن ٹرسٹ نزد مسجد امیر حمزہ جلہ جیم تحصیل میلسی ضلع وہاڑی

دین اسلام دین فطرت ہے اور انسان کو دنیا و آخرت میں کامیاب کرنے والی چیز صرف اور صرف اسلام ہی کی دولت ہے، اس کی روشن تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ہی انسان دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کرسکتا ہے، چند احباب نے اسی مقصد کے پیش نظر زیر نظر رسالہ مختلف کتابوں سے مرتب کیا ہے، جس میں مسلمانوں کو دنیا و آخرت میں کامیاب کرنے والے اعمال کی ترغیب دی گئی ہے اور معاشرہ میں پھیلی ہوئی برائیوں سے بچنے کی طرف متوجہ کیا ہے۔

نوٹ: یہ کتاب مندرجہ بالا پتہ سے صرف 20 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت طلب کی جاسکتی ہے۔

برائے رابطہ: 0300-9214604-0321-8269001-0301-7941493



مولوی محمد آصف چنیوٹی

اخبار الجامعہ

۱۷؍رجب المرجب: وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت پورے ملک میں سالانہ امتحانات کا آغاز ہوا جامعہ حقانیہ للبنات کی طالبات کا سنٹر جامعہ ہٰذا میں اور طلبہ کا جامعہ اسلامیہ محمودیہ سرگودھا میں تھا۔

۲۸؍حضرت صدر مدظلہم کی چھوٹی بیٹی سلمہا نے ناظرہ قرآن کریم مکمل کیا اللہ پاک مبارک فرمائیں، حضرت نے آخری سبق پڑھایا اور بیان کے بعد دعا کرائی۔

یکم شعبان المعظم: جامعہ کے غیر وفاقی درجات کے طلباء کا سالانہ امتحان ہوا۔

۲؍وفاق کے تحت شروع ہونے والے امتحانات الحمدللہ آج مکمل ہوگئے اور جامعہ کے طلباء واپس جامعہ پہنچ گئے۔

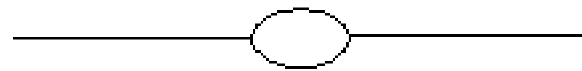
جامعہ کے صدر مدرس مولانا ظفر اللہ صاحب مدظلہم کا جواں سال بھتیجا خضر حیات مرحوم اچانک حادثہ میں انتقال کر گیا، اناللّٰہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت صدر مدظلہم نے جھنگ ملہو آنہ موڑ میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی حق تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائیں اور والدین، برادران اور تمام اعزہ کو صبر جمیل عطا فرمائیں، آمین۔

۳؍جامعہ کے دوروزہ سالانہ جلسہ کا آغاز ہوا جس کی تفصیلی رپورٹ مستقلاً شامل اشاعت ہے۔

۹؍حضرت صدر مدظلہم سے سرگودھا میں مولانا محمد صدیق صاحب اور مولانا احمد علی ندیم صاحب نے ملاقات کی اور ساہیوال کے NA-68 کے الیکشن کے بارہ میں تفصیلی گفتگو ہوئی، حضرت صدر مدظلہم نے انہیں اصل صورت حال سے آگاہ کیا، بعد عصر حضرت مولانا محمد انور اوکاڑوی صاحب مدظلہم سے مدرسہ مدینۃ العلوم سرگودھا میں تفصیلی گفتگو اور ملاقات ہوئی۔

۱۰؍حضرت مدظلہم نے جامع مسجد حقانیہ میں جمعہ کے موقع پر بیان فرمایا اور عصر کی نماز



کے بعد ہفت روزہ درس جامعہ حقانیہ میں ارشاد فرمایا۔

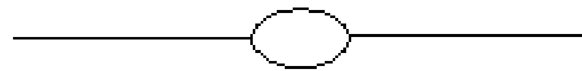
۱۱رحضرت مدظلہم دوروزہ تبلیغی دورہ پر کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لے گئے، پہلے حضرت الاستاذ مولانا صالح محمد صاحب مدظلہ کے ہاں ترخیل جانا ہوا، پونے پانچ بجے نجم المدارس کلاچی پہنچے اور حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب اور حضرت مولانا قاضی عبدالحلیم صاحب رحمہما اللہ کی تعزیت کی، جناب مولانا نصیرالدین صاحب، مولانا معین الدین صاحب، جناب قاضی نسیم صاحب اور حضرت مولانا قاضی عبدالکریم مدظلہم سے ملاقات ہوئی۔

رات کا قیام جامعہ حقانیہ کے استاذ مولانا امام الدین صاحب کے ہاں ہتکانی ضلع ڈیرہ غازیخان میں ہوا، اور صبح نماز کے بعد ان کے بیٹے عطاء اللہ سلمہ کے حفظ قرآن کریم کی تقریب سے خطاب فرمایا پھر دوبارہ ڈیرہ اسماعیل خان مدرسہ فیض العلوم صدیقیہ تشریف لائے اور یہاں بھی بیان ہوا، بیان سے فارغ ہوکر مدرسہ فیض العلوم میں ہی صاحبزادہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدظلہ سے ملاقات ہوئی اور پھر موسیٰ زئی شریف کا سفر ہوا، وہاں مولانا شہاب الدین صاحب زیدمجدہ سے ملاقات ہوئی اور مختلف امور پر تبادلہ خیال ہوا اور پھر حضرات اکابر رحمہم اللہ کے مزارات پر حاضری کے بعد واپسی کا سفر شروع ہوا اور رات گیارہ بجے ساہیوال پہنچے، اس طرح تیرہ سو کلومیٹر کا یہ مسلسل تبلیغی سفر مکمل ہوا حق تعالیٰ قبول فرمائیں آمین۔

۱۸رحضرت صدر مدظلہم نے ساہیوال میں عصر کی نماز پڑھا کر مسجد کنیز فاطمہ کا افتتاح کیا اور اس کے بعد حاضرین سے مختصر خطاب فرمایا۔

عشاء کے بعد جامعہ حقانیہ کی شاخ مدرسہ تعلیم القرآن حقانیہ سرگودھا کی نئی جگہ پر مسجد اور مدرسہ کا سنگ بنیا رکھا اور خطاب فرمایا۔

۱۹رحضرت صدر مدظلہم نے مدرسہ خالد بن ولید ساہیوال میں تکمیل حفظ قرآن کریم کے مبارک موقع پر بیان فرمایا اور دعا کرائی۔



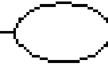
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشہ سحر و افطار

1431ھ / 2010ء

برائے ساہیوال ضلع سرگودھا

ایام	رمضان	اگست	سحر	افطار	ایام	رمضان	اگست	سحر	افطار
جمعرات	1	12	4 :02	7 :00	جمعہ	16	27	4 :15	6 :44
جمعہ	2	13	4 :02	6:59	ہفتہ	17	28	4 :16	6 :43
ہفتہ	3	14	4 :03	6 :58	اتوار	18	29	4 :16	6 :41
اتوار	4	15	4 :04	6 :57	پیر	19	30	4 :17	6 :40
پیر	5	16	4 :05	6:56	منگل	20	31	4 :18	6 :39
منگل	6	17	4 :06	6 :55	بدھ	21	یکم ستمبر	4 :19	6 :38
بدھ	7	18	4 :07	6 :54	جمعرات	22	2	4 :20	6 :36
جمعرات	8	19	4 :08	6 :53	جمعہ	23	3	4 :21	6 :35
جمعہ	9	20	4 :09	6 :52	ہفتہ	24	4	4 :21	6 :34
ہفتہ	10	21	4 :10	6 :51	اتوار	25	5	4 :22	6 :33
اتوار	11	22	4 :11	6 :50	پیر	26	6	4:23	6 :31
پیر	12	23	4 :11	6 :49	منگل	27	7	4 :24	6 :30
منگل	13	24	4 :12	6 :47	بدھ	28	8	4:24	6 :29
بدھ	14	25	4 :13	6 :46	جمعرات	29	9	4 :25	6 :28
جمعرات	15	26	4 :14	6 :45	جمعہ	30	10	4 :26	6 :26



فہیم ترمذی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اے نبی محترم ! اے مرسلِ عالی مقام الصلاۃ والسلام الصلاۃ والسلام

آپ کے دم سے ہے قائم دونوں عالم کا نظام الصلاۃ والسلام الصلاۃ والسلام

ناتواں ذرے سے لے کر مہرِ عالم تاب تک آپ کا منت کش احسان ہے عالم تمام

الصلاۃ والسلام الصلاۃ والسلام

میں ازل سے تشنہ لب ہوں کوثر و تسنیم کا میری سیرابی کو نا کافی ہیں یہ مینا و جام

الصلاۃ والسلام الصلاۃ والسلام

افضل و ادنیٰ کی نسبت بھی ہے مجھ کو محترم آپ آقاؤں کے آقا، میں غلاموں کا غلام

الصلاۃ والسلام الصلاۃ والسلام

عشق کی آنکھوں سے دیکھو گوشِ الفت سے سنو! روضۂ خیر البشر ہے کعبۂ بیت الحرام

الصلاۃ والسلام الصلاۃ والسلام

کاتب تقدیر! کچھ ایسی مری تقدیر لکھ صبح بیت اللہ میں ہو مسجد نبوی میں شام

الصلاۃ والسلام الصلاۃ والسلام

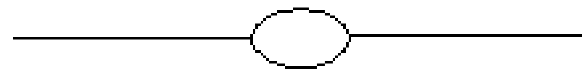
چاہے دنیا ہو، لحد ہو، حشر ہو، فردوس ہو میں ہوں اور میری زباں پر مدحت خیرالانام

الصلاۃ والسلام الصلاۃ والسلام

ان کی نعت پاک کا اعجاز ہے ورنہ فہیم کیا مرا اوجِ تخیل کیا مرا حسن کلام

الصلاۃ والسلام الصلاۃ والسلام

الصلاۃ والسلام الصلاۃ والسلام



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تسبیح تراویح

سُبْحٰنَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحٰنَ
ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَآءِ
وَالْجَبَرُوْتِ، سُبْحٰنَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَایَنَامُ
وَلَایَمُوْتُ، سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ
وَالرُّوْحِ، لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ نَسْئَلُكَ
الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ (شامی ج۱ ص۶۶۱)

نوٹ: صرف ماہ رمضان المبارک میں عشاء کی نماز میں فرائض کے بعد وتروں سے پہلے بیس رکعت تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہیں اور افضل یہ ہے کہ ایک ایک سلام سے دو دو رکعت پڑھی جائیں اور ہر چار رکعت کے بعد بقدر چار رکعت کے بیٹھ کر درود شریف اور تسبیح پڑھنے میں وقت صرف کیا جائے، مندرجہ بالا تسبیح کا تین مرتبہ پڑھ لینا پسندیدہ امر ہے۔

